

ہدیہ عشاہیہ

صحیفہ انوارِ

یعنی

نامہ نامی و منیبہ گرامی حضرت عالی مرتبت منبع فیوض و برکات منظر خوارق و کرامات
جامع علوم ظاہری و باطنی عالیجناب مولانا سید محمد علی صاحب قادری نقشبندی
متع اللہ المسلمین بطول حیاتہ

جس میں

صحیفہ آصفیہ و اسکے مولف قادیانی کی حالت کو آفتاب کی طرح روشن کر کے دکھایا ہے

بنام

بے لانا مولوی حافظ محمد انوار اللہ خان صاحب معین المہام و صد الصدق ابو نبی
نے عالی استاد علی حضرت بنگالہ عالی متعالی الی ریاست حیدرآباد دکن خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

حسب فرمایش

جناب شاہ محمد کاظم صاحب باری سجاد نشین خانقاہ مولانا گز ضلع منوگیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اور مسلمانوں کو گمراہی سے بچانے والے رب العزت اُنکی فیوض و
 برکات کو دائمًا قائم رکھے تاکہ خاص عام آپسے مستفیض ہوتے رہیں آمین
 دوسری وجہ مسرت کی یہ ہے کہ اس فقیر کے دل میں یہ
 خوش ہوا کہ میں اس ہدایت نامہ کو چھپوا کر فرما کر دے
 دوں حضور نظام دامت حسنتہ و شوکتہ کی خدمت میں ہدیہ پیش
 کروں تاکہ مسلمانوں کے سرتاج والی دکن اس
 ہدایت نامہ کو اپنے دست مبارک سے اور اپنے خاص حکم سے
 مقررین و عمائدین کو اور عام مومنین کو تقسیم فرما کر اس دعا گو کو
 زمین منت فرمائیں اور ناواقفوں کو قادیانیوں کے کید سے
 بچائیں یہ صحیفہ اگرچہ روحانی تعلق کی وجہ سے جناب مولانا مولوی
 حافظ محمد انوار اللہ خان صاحب معین المہام صدر الصدور
 امور مذہبی سرکار عالی کے نام حضرت اقدس نے لکھا ہے مگر حقیقت
 اس کے مخاطب مسلمانوں کے سرپرست حضور نظام
 دکن ہیں اللہ تعالیٰ اُن کی حکومت اور اُن کی ریاست کو قیامت
 تک قائم رکھے۔ اسلئے میں بھی حسب اجازت حضرت مصنف دامت برکاتہم

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نَحْمَدُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ عَلَى سَبِيلِ الْمُرْسَلِ الْكَرِيمِ

ضروری مدعا

17150

اس خاکسار کو صحیفہ و پیکر بہت ہی مسرت ہوئی۔ اس کی دو وجہ ہیں
ایک یہ کہ ایسے بزرگ عالی مرتبہ مرجع خلائق و رہنمائے امت محمدیہ کو
اسلامی ریاست کی خیر خواہی کی طرف متوجہ پایا اور حیدر آباد و کن کے
فرمان روا (رخلد اللہ ملکہ و عظمتہ) اور دیگر مغرزیں و عامۂ مسلمین کی آگہی
و رہنمائی کے لئے باوجود کمال پیری اور اشغال شبانہ روزی کے
یہ ہدایت نامہ لکھا۔ اور کیون نہو آپ خاندان نبوت کے شمس منیر
ہیں اور حضرت سیدنا غوث اعظم محبوب سبحانی قطب ربانی شیخ
عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند ارجمند ہیں اسلئے
رشد و ہدایت خلق خدایہ عموماً اور برادران اسلام کے خصوصاً اور محبت
اسلامی آپ کی میراث ہر اور اپنے اجداد کے سچے وارث ہیں اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا

سیدنا سیدنا صاحب
 بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 دکن پورہ پشیمانی گاہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

والا مراتب علامہ زمین استاد فرمانروائے دکن

لا زالت شمس اقبالہ باز

اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اگرچہ مشاغل کثیرہ نے آپ کو بعض دینی امور و عہدہ سے بھی روک دیا ہے۔ مگر یہ فقیر آپ کی قدیمانہ محبت کی وجہ سے آپ کی اور اس ملک کے ظل اللہ کی خیر خواہی اور وہاں کے برادران اسلام کی دردمندی اور اپنے فرض منصبی کے ادا کرنے پر باز نہیں رہ سکتا۔

کچھ عرصہ سے سن رہا ہوں کہ خواجہ کمال الدین صاحب وکیل لاہور مرید خاص مرزا غلام احمد صاحب قادیانی وہاں پہونچے ہوئے ہیں اور تمام مسلمانوں میں بہت غل مچا دیا ہے اور اپنا رسالہ صحیفہ آصفیہ شائع کر کے مذہب قادیانی کی تبلیغ کر رہے ہیں اور سنا جاتا ہے کہ ہمارے شہر یاروکن (خلد اللہ ملکہ) کے نظرون میں بھی مقبول ہو گئے ہیں یہاں تک کہ ہر ایک کو ان سے بات کرنے کی خیرات نہیں ہو سکتی۔ مجھے سخت حیرت ہے باوجودیکہ وہاں کے فرمانروا آپ کو بہت مانتے ہیں اور یہ بھی جانتے ہی ہو گئے کہ کتاب فافاوالافہام آپ ہی نے فرما کر آپ کو بہت مانتے ہیں اور بہت عمدہ کتاب لکھی ہے۔ پھر اُس کے مقابلہ میں صحیفہ آصفیہ خواجہ صاحب کا تقیم ہو رہا ہے یعنی تریاق کے بعد زہر کی تخم پاشی ہو رہی ہے۔ اور آپ خاموش ہیں۔

اس کا نام ہدیر عثمانیہ و صحیفہ انواریہ رکھتا ہوں اور
اس مضمون کو دعا پر ختم کرتا ہوں۔

آفتاب دولت و دین عثمانیہ
و ماہتاب اقبال و تیزن ریاست
محبوبہ نظامیہ تابان و درخشان بادامین

دعا گو خاکسار فقیر محمد کاظم بہاری

اُن کے مقابل میں اس طرح کرتے ہیں جس سے اُس عظیم الشان نبی کی نہایت حقارت اور
توہین ظاہر ہوتی ہے مرزا صاحب کے دو شعر ملاحظہ ہوں ۛ

اینک منم کہ حسب بشارات آدم ۛ عیسے کجاست تا نہند پا بہ منبرم
ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو ۛ اُس سے بہتر غلام احمد ہے

ان دونوں شعروں کو دیکھا جائے وہ عظیم المرتبت پیغمبر یعنی حضرت عیسیٰ جن کی تعریف
قرآن شریف میں جا بجا بہت کچھ آئی ہے جن کے بڑے بڑے معجزے اللہ تعالیٰ
نے بیان فرمائے ہیں۔ خواجہ صاحب کے مُرتد کس حقارت اور بے ادبی سے اُن کا
نام لیکر اپنے مرتبہ کو بڑھاتے ہیں۔ یہ بھی اُن کا قول ہے کہ میں عیسے سے
ہر شان میں بہت بڑھکر ہوں (دفع البلا) جب ایک عظیم الشان نبی سے ہر شان
میں بڑھکر ہیں تو اُن کی ایک شان نبوت بھی ہے اُس میں بھی وہ بڑھکر ہوں گے۔

جب ایسے عظیم الشان نبی کے مرتبہ سے کہ وہ اپنا مرتبہ بہت زیادہ بتاتے ہیں تو پھر
دعوے نبوت نہ کرنے کے کیا معنی۔ اس سے انکار کرنا ایسا ہی ہے جیسے کوئی دن کو
سورج نکلنے سے انکار کرے۔ البتہ پہلے انہیں دعوے نہ تھا جس طرح مسیح موعود ہونیکا
دعوے نہ تھا۔ صحیفہ کے آخر میں مرزا صاحب کے جو اشعار نقل کئے گئے ہیں وہ اسی بوقت
کے ہیں جب انھیں نبوت کا دعوے نہ تھا۔

آہیں شبہ نہیں کہ آخر میں مرزا صاحب کو نہایت صاف طور سے نبوت کا دعوے
ہے اس لئے قرآن مجید اور صحیح حدیث اُن کے کاذب ہونیکے
شاہد ہیں۔

اسکے علاوہ اُن کی بہت پیشینگوئیاں جھوٹی ہوئیں اور ایسی پیشینگوئیاں جن کو
اُنھوں نے اپنا نہایت ہی عظیم الشان معجزہ کہا تھا جسکی تفصیل فیصلہ آسمانی میں
اچھی طرح کی گئی ہے اور یہ بات آسمانی کتاب توریت اور قرآن مجید کے

ۛ اور کا ان الفاظ
حضرت توحانیہ
طو سے کہتے ہیں
سلفی صاف پیشینگوئی
کرانی آئی نہیں بلکہ اگر
خواجہ صاحب کو یہی دیکھ کر
مٹی احمد قات کا
دعوے ہو توحانیہ
دعوے کرے اور یورپی
نیک اسد صاحب
مناظرہ کرے تو کون
ضرورت نہیں ہے
مرزا صاحب کا جھوٹا ہونا
اُنکی ایک پیشینگوئی
کے جھوٹا ہونے
ثابت ہو گیا ۛ

مولانا۔ اس صحیفہ کو وہ تبلیغ بہ حضور نظام کہتے ہیں۔ اب فرمائیے کہ
یہ صریح کفر اور دعوٰی کی تبلیغ ہے یا نہیں؟

اسکے جواب میں آپ ضرور یہی فرمائیں گے کہ بلاشبہ ایسا ہی ہے۔ کیونکہ اس میں
یہ کہا گیا ہے کہ مرزا صاحب خدا کی طرف سے بشیر و نذیر آئے ہیں
انہیں مانو۔ یہی مرزا صاحب کا صریح دعوٰی ہے۔ یہی دعوٰی نبوت ہو کیونکہ کوئی مجدد
اور بزرگ ایسا دعوٰی نہیں کر سکتا اور اپنے اوپر ایمان لانے کو فرض نہیں بتا سکتا۔

قرآن اور حدیث نے کسی بزرگ پر ایمان لانے کو فرض و واجب نہیں بتایا۔ قرآن مجید
میں جا بجا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور انبیاء سابقین پر ایمان لانیکی فرمایا ہے۔
یہ کہیں نہیں کہا گیا کہ جو انبیاء بعد کو آئیں گے ان پر بھی ایمان لاؤ بلکہ آپکو
صاف طور سے خاتم النبیین فرمایا اور نہایت صحیح حدیث میں اسی تفسیر اس طرح
فرمادی کہ اَخْلَقْتُمُ النَّبِیِّیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ یعنی میں آخر النبیین ہوں میرے بعد کوئی
نبی کسی قسم کا مبعوث نہیں ہوگا اس سے بالیقین ثابت ہوا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے بعد جو شخص نبوت کا دعوٰی کرے (جس طرح مرزا صاحب نے علانیہ کیا) وہ
قرآن و حدیث کے رو سے کاذب ہے۔

اب جو اسکے پیام کی تبلیغ کرے اور مسلمانوں کو ہمسرا ایمان
لانے کی ترغیب دے وہ بھی بالیقین کفر و محصیت کی تبلیغ کرتا ہو
(خواہ خواجہ صاحب ہوں یا مرزا محمود)

چونکہ اس نص قرآنی سے خواجہ صاحب واقف ہیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ تمام مسلمانوں
کے خیال میں یہ عقیدہ مستحکم ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین
ہیں آپ کے بعد کسی نبوت نہیں ملے گی۔ اس لئے مرزا صاحب کی نسبت دعوٰی نبوت سے ظاہر انکار کرتے ہیں چنانکہ
مرزا صاحب نہایت دور نبوت کے دعی ہیں بلکہ بعض اولوالعزم انبیاء سے اپنے آپکو ہر نبین افضل جانتے ہیں اور اپنی بڑائی

جو کہ اس کا جواب ہے

آواز سے کہ ہم اشاعتِ اسلام کرینگے اکثر ان کے معاون اور مددگار ہو گئے ہیں۔ اگرچہ ان کی نیت اچھی ہو مگر حقیقت حال سے یہ واقف نہیں ہیں انہیں اب تک یہ معلوم نہیں ہوا کہ اس پر وہ بین کیا راز ہے۔

مولانا آپ سے غفلت یہ ہوئی کہ آپ نے پہلے سے دمان کے فرمانروا خلد اللہ ملکہ کو خواجہ صاحب کے حالات سے اطلاع نہیں دی اور مانیکے معززین کو پورے طور پر آگاہ نہیں کیا۔ یہ بھی آپ کو معلوم ہے یا نہیں کہ ان میں کئی گروہ ہو گئے ہیں ایک گروہ کا تو یہ کلمہ ہے کہ لا الہ الا اللہ احمد جبرئیل اللہ۔ محمد رسول اللہ اڑا دیا گیا۔ اس جماعت کے سرگروہ مرزا صاحب کے صاحبزادہ مرزا محمود ہیں۔ دوسری جماعت کے لیڈر خواجہ صاحب ہیں و و نون گروہ میں جنگ زرگری ہے خوب تحریریں چھپتی ہیں طرفین نے ایک دوسرے کی خفیہ باتوں کو کھولا ہے خواجہ صاحب پر

ایک یہ بھی الزام ہے کہ جب ان کی وکالت نہیں چلی تو کمائی کا دوسرا ڈھنگ اُس سے عمدہ نکالا۔ اس طرز میں دو باتیں سوچنی ہیں کمائی تو ہوتی ہی ہے اس کے سوا اپنی قوت بھی پورے طور سے ہوتی ہے اور قوم کے لیڈر اور خیر خواہ اسلام بنتے ہیں۔ اور اُسکے ساتھ دہرودہ اپنے مرشد کی وقعت قائم کرنے کا بھی موقع ملتا ہے البتہ اپنے مرشد سے سبق لیکر وہی چند دن کی فہرست کھول رہے ہیں۔ یہ ماننا مقرر خوش بیان ہوں چند باتیں خوب مشق کر لی ہوں مسلمان اُسے پسند کرتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں مگر کیا واقف کار حضرات یہ نہیں جانتے کہ بعض نصاریٰ اور بے دین بھی بے نظیر خوش بیان ہوئے ہیں۔ خواجہ صاحب نے ان اطراف میں بھی دورہ کیا اور انکے بیان ہوئے اُس سے معلوم ہوا کہ وہ نہایت ذاتی مصلحت اور گہری پالیسی سے کام لے رہے ہیں جہاں کسی واقعہ کا ردی علم نے کوئی سوال کیا تو اُسکے جواب میں یہ کہہ کر ٹال دیا کہ اس وقت میں جواب کے لئے طیار نہیں ہوں۔ اور عوام

نفس قطعی سے ثابت ہو کہ جس مدعی نبوت کی پیشینگوئی جھوٹی ہو جائے وہ جھوٹا ہے یہ دوسری دلیل ہے اُن کے جھوٹا ہونے کی جب خواجہ صاحب کے مُرشد ایسے یقینی دلیلوں سے کاذب ہیں اور قرآن و حدیث اور توریت مقدس اُن کے جھوٹے ہونیکے شاہد ہیں تو بالیقین معلوم ہوا کہ صحیفہ آصفیہ میں جو کچھ اُن کی تعریف میں لکھا ہے وہ محض غلط ہے۔ اور اُن کی غلطی دو طرح پر ثابت ہو آدلی تو یہ کہ جب قرآن و حدیث سے مرزا صاحب جھوٹے ثابت ہوئے تو جتنی اُن کی تعریف کی باتیں ہیں وہ سب قرآن اور حدیث کی رُو سے جھوٹی ثابت ہوئیں۔ دوسرے یہ کہ واقع میں اُن کی صداقت کے نبوت میں جو باتیں نہیں بیان کی گئی ہیں وہ واقع میں جھوٹی ہیں اُس کا نمونہ آئندہ بیان کیا جائے گا۔ اور وہ ایسی جھوٹی باتیں ہیں کہ عرصہ ہوا کہ اُنکے جھوٹے ہونے کا ثبوت علانیہ طور سے شہر کر دیا گیا ہے اور مرزا صاحب کے ماننے والوں میں سے کسی نے جواب نہیں دیا اور میں نہایت زور سے کہتا ہوں کہ ان باتوں کا جھوٹا ہونا ایسے پر زور دلائل سے ثابت کیا گیا ہے کہ مرزا صاحب کا ماننے والا تو کیا معلم الملکوت بھی اُن دلائل کو اٹھا نہیں سکتا۔ المحتویٰ لو دلا یعلا نہایت سچا مقولہ ہے۔

مولانا! جس طرح مخالفین اسلام کے حملے علانیہ طور سے اسلام پر ہو رہے ہیں اسی طرح علی محمد بابی اور مرزا غلام احمد قادیانی کے ماننے والے حقیقی مقدس مذہب اسلام کے مٹانے کی تدبیریں کر رہے ہیں۔ اگرچہ بعض ان میں ایسے بھی ہیں جنہیں اپنی بے علمی و نادانی سے یہ بھی خبر نہیں کہ ہم کیا کرتے ہیں۔ خواجہ صاحب ایک گروہ کے لیڈر اور خوش بیان شخص ہیں چونکہ اس وقت قدرتی طور پر انگریزی تعلیم یافتہ حضرات میں اسلامی جوش پایا جاتا ہے۔ (اگرچہ اسلامی احکام سے انہیں واسطہ نہ ہو) اسلئے خواجہ صاحب کے اس خوش آئند

متنفر ہو گئے۔ اس طرح مسلمانوں کو کافر کہنے سے انہیں غصہ ہو گا اور میرا کام چلنے سے ٹرک جائیگا یہ خیال کر کے انہوں نے دونوں باتوں سے ظاہر انکار کیا اور اسکا نام پالیسی رکھا۔ مگر آپ جانتے ہیں کہ مرزا صاحب نے کس صراحت اور زور کے ساتھ دعویٰ نبوت کیا ہے اور اپنے منکر کو کافر اور جہنمی کہا ہے۔ میں نے اُن کے اقوال صحیفہ رحمانیہ نمبر ۶ و ۷ میں اور فیصلہ آسمانی حصہ سوم میں نقل کئے ہیں پھر جو شخص اُن کو ماننے والا ہے وہ کیسے اُن کی نبوت سے انکار کرے گا جب اُن کے قیودوں سے انکار کر گیا تو بالضرور اُن کو سچا نہیں مان سکتا۔

اور یہ تو خیال فرمائیے کہ جب وہ ہر موقع پر مرزا صاحب کو مسیح موعود کہہ رہے ہیں تو پھر نبوت سے انکار کرنا چہ معنی دار و۔ مسیح موعود کا نبی ہونا تو متفق علیہ مسئلہ ہے جو شخص انہیں مسیح موعود مان رہا ہو پھر اُن کی نبوت سے کیونکر انکار کر سکتا ہو اسکے علاوہ نہایت روشن ہو کہ اسوقت اپنا صحیفہ آصفیہ مشہور کر رہے ہیں اس میں مرزا صاحب کی جواباتین نقل کی ہیں عام مسلمانوں کو خصوصاً مسلمانان حیدر آباد کو ڈرایا اور دھمکایا ہے یہ شان تو انبیاء ہی کی ہوتی ہو کسی دوسرے مجدد کی نہیں ہو سکتی۔ اسکے علاوہ مغر زین و کن اسپر نظر کریں کہ نواجہ صاحب اپنی جماعت کے سوا کسی مسلمان کے نیچے نماز نہیں پڑھتے کیسی ہی بھاری جماعت ہو مگر اُس میں شریک نہیں ہوتے اگر کسی نے کہا بھی تو کوئی جیلہ کر کے ٹل جاتے ہیں۔ اس کو ہمارے برادران اسلام خوب اتقان کر لیں اگر وہ سب کو مسلمان سمجھتے ہیں تو مسلمانوں کے ساتھ نماز کیوں نہیں پڑھتے اس اطراف میں انکا دورہ ہوا یہاں بھی انہوں نے مسلمانوں کے ساتھ نماز نہیں پڑھی اُن کی یہ روش کابل شہادت دیتی ہے کہ وہ مسلمانوں کو مسلمان نہیں سمجھتے کافر سمجھتے ہیں۔ مگر افسوس اور نہایت افسوس ہے کہ سمجھ دار اور اہل علم اسپر خیال نہیں کرتے اور اس راز سر بستہ تک نہیں پہنچتے۔

میں بیان کے بعد اکثر یہ کہہ دیا کہ میں حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود سے یہ کہہ لیا تھا کہ میں صرف اسلام پر لکچر دیا کروں گا اور کچھ نہ کہوں گا۔ اب اس پر غور کیجئے کہ مرزائی محبت کا تخم مسلمانوں کے دلوں میں بونے کا کیسا عمدہ طریقہ وہ برستے ہیں یعنی جب مسلمانوں کے روبرو اسلام کے متعلق ایک عمدہ بیان کیا اور ان کے دلوں میں ان کی وقعت اور محبت ہوئی اُسکے بعد ہی مرزا صاحب کی نسبت یہ کہہ دیا کہ حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود سے میں نے یہ عہد کیا تھا۔ کیسا زہر لایا اثر رکھتا ہے۔ اس سے انہوں نے اپنا عقیدہ اور مرزا صاحب کی عظمت اور سمجھت کو پورے طور سے بیان کر دیا اور سمجھ لیا کہ آہستہ آہستہ اس کا نتیجہ حسب خواہ ہو رہے گا۔

پھر خواجہ صاحب کا یہ کہنا کہ میں مرزا صاحب کا ذکر نہیں کرتا انہیں نبی نہیں مانتا پسند گان خدا کو سخت دھوکا دینا ہے۔

ان نئی تہذیب اور شائستگی اس کو جائز رکھے اور مصلحت و پالیسی بتائے تو میں کچھ نہیں کہتا۔ مگر حیدر آباد میں علانیہ طور سے مرزائی مذہب کی تبلیغ ہو رہی ہو اور صحیفہ کو تقسیم کر رہے ہیں اسلئے اس فقیر کی سمجھ میں نہیں آتا کہ اس حالت میں آپ بالکل خاموش کیوں ہیں۔ اپنے فضل و کمال اور خان بہادری صرف کرنے کا تو یہی موقع ہو بہمت کیجئے۔ آپ جانتے ہی ہوں گے اور میں بھی آپ کو اپنے پختہ علم سے آگاہ کرتا ہوں کہ وہ قطعاً یقیناً مسلمانوں کو بہکا کر دھوکے سے اپنا معتقد بنانا چاہتے ہیں اور پھر کسی وقت علانیہ طور سے مرزا صاحب کا معتقد بنانے کے لئے لکچر ہونگے اس وقت یہ کہنا کہ میں مرزا صاحب کو نبی نہیں مانتا اور کسی مسلمان کو کافر نہیں کہتا کیسا صریح دھوکا ہے کیونکہ سمجھتے ہیں کہ نبی مانتے سے مسلمان بھر گئے ہیں عام مسلمانوں پر بھی یہ بات ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین میں ان کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اسلئے مرزا صاحب کو نبی کہنے سے سب لوگ ہم سے

بیس تثلیث پرست بھی اُن پر ایمان نہیں لائے البتہ انہوں نے اپنا زور قلم یہ دکھایا کہ دنیا میں مردم شکاری کے لحاظ سے جو چاہیں کروڑ مسلمان کہے جاتے ہیں اُن سب کو کافر بنا دیا کیونکہ مرزا صاحب صاف لکھتے ہیں کہ مسیح موعود (یعنی میرا نہ ماننے والا ویسا ہی کافر ہے جیسا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نہ ماننے والا (حقیقہ الوحی ص ۹۷) ملاحظہ کیجئے اپنے مخالفین کو جنہی صاف طور پر کہتے ہیں (انجام آتھم صفحہ ۶۲ دیکھئے) اب اس کی تفصیل و تشریح اُن کے صاحبزادے مرزا محمود نے اپنے رسالہ تشحیذ الافان میں اچھی طرح سے کی ہے اُس کا نمبر ۶ جلد ۶ بابت اپریل ۱۹۱۷ء ملاحظہ کیجئے جب مرزا صاحب نے کچھ نہ کیا تو آپ کے خیال میں یہ آسکتا ہو کہ ایسے جھوٹے مدعی کا پیر و اسلام اور مسلمانوں کو کچھ نفع پہنچا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں جب اُن کے مُرشد نے ایسے صریح صریح جھوٹے دعوے کئے تو اُنکے مُرید سے یہ اُمید ہو سکتی ہے کہ وہ جھوٹا دعوے نہ کریں گے میرے خیال میں کوئی ذی علم مسلمان انہیں سچا نہیں سمجھ سکتا۔

دوسری وجہ لوگوں کے متوجہ کرینکی یہ سنی جاتی ہے کہ وہ یہ کہتے ہیں کہ مرزا صاحب کا یہ خیال تھا کہ قرآن مجید کا ترجمہ متعدد زبانوں میں کیا جاوے مگر وہ پورا نہ کر سکے میں اُسے پورا کرنا چاہتا ہوں اور اُس کے لئے چند مانگتا ہوں۔

مولانا! خیال کیجئے کہ یہاں بھی وہ اپنے مُرشد کا نام لیکر لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرتے ہیں اور لوگوں کے ذہن میں ڈالتے ہیں کہ نہایت ضروری اور عمدہ کام کا انہیں خیال تھا اور پھر لوگوں سے کہتے ہیں کہ میں مرزا صاحب کا ذکر نہیں کرتا یہ کیسا دھوکا ہے کہ آہستہ آہستہ مرزا صاحب کی طرف رجحان کا تخم بوتے جاتے ہیں اور انکار بھی کرتے جاتے ہیں۔

مولانا! اس پر بھی آپ خیال کیجئے کہ خواجہ صاحب کے مُرشد راول برہین احمد یہ کا

اب جن باتوں سے انہوں نے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کیا ہے وہ کئی باتیں سننی جاتی ہیں سب سے اول یہ ہے کہ وہ دعوے کرتے ہیں کہ ہم اشاعت اسلام کریں گے اور کافروں کو مسلمان بنائیں گے۔ ذرا آپ غور کیجئے اتنے دنوں لندن میں رہے اور یہی دعوے کرتے رہے اب یہ دیکھنا چاہئے کہ انکے مرشد نے اس قدر غل مچایا انہوں نے کئے عیسائی مسلمان بنائے۔ پھر خود خواجہ صاحب ہندوستان میں لکچرے رہے ہیں مگر سوائے چندہ مانگنے کے کسی آریہ یا عیسائی کو مسلمان بنانے کی طرف کبھی توجہ کی نالیندن میں اتنے دن رہ کر آئے سوائے جھوٹی خبروں کے اور کیا کیا۔ ان کی خلاصہ حالت لندن کی صحیفہ رحمانیہ نمبر ہم میں لکھی گئی ہے اور میرے کئی احباب جو لندن میں کئی برس رہ کر آئے ہیں وہ سب ان کی حالت بیان کرتے ہیں یہ لوگ یہاں کے معززین میں سے ہیں وہ کہتے ہیں کہ انہیں کوئی دمان پوچھتا بھی نہیں تھا۔ اور یہ تو خیال فرمائے کہ ان کے مرشد نے کس زور وں سے دعوے کیا کہ میں تثلیث پرستی کے ستون کو توڑنے کے لئے آیا ہوں اگر میں توڑ نہ دوں تو گواہ رہو کہ میں جھوٹا ہوں یہ بھی انہوں نے کہا کہ اگر سات برس کے اندر خدائے تعالیٰ میرے ماتھے سے وہ نشان ظاہر نہ کرے جس سے اسلام کا بول بالا ہوا اور جس سے ہر ایک طرف سے اسلام میں داخل ہونا شروع ہو جاوے اور دنیا اور رنگ نہ پکڑ جائے تو میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اپنے تئیں کاذب خیال کر لوں گا۔

رضیمہ انجام آتھم صفحہ ۳۳ وغیرہ) یہ قول مرزا صاحب کا ۱۸۹۷ء سے کچھ پہلے کا ہی۔ اس قول کے بعد گیارہ برس زندہ رہے۔ اب خواجہ صاحب یا دوسرے صاحب یہ فرمائیں کہ مرزا صاحب نے ان دعووں کے نتیجہ کا ظہور تو اپنے ہی زمانہ میں فرمایا تھا مگر کسی بات کا ظہور تو نہیں ہوا۔

تثلیث پرستی کا ستون ٹوڑنا تو بہت دشوار تھا ان کی وجہ سے تو سود و سوبکہ دس

عربی زبان سے تو نا آشنا ہیں پھر وہ قرآن کا ترجمہ کیا کریں گے
 سو اس کے کہ وہ اُردو اور فارسی کے ترجمہ کو دیکھیں اور سب سے اول اپنے مُرشد
 کے قول کو مد نظر رکھیں اور آیات قرآن کا مطلب وہی بیان کریں جو اُن کے مُرشد
 نے بیان کیا ہے۔ مین اُن کے مُرشد کے اقوال بعض آیات کے مطابق مین
 آپ کو دکھلاتا ہوں۔ مرزا صاحب کہتے ہیں کہ (آیت ۱) هُوَ الَّذِي اَرْسَلَ رَسُولًا
 بِالْهُدٰى وَدِيْنٍ اَلْحَقِّ لِيُظْهِرَ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهِ رَاْعَا زَا حِدٰی صَفْحَۃً (آیت خاص
 میرے ہی شان میں اُتری ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں
 نہیں ہے۔ اب خیال فرمائیے کہ کیا اندھیر ہے کہ تیرہ سو برس قبل مرزا
 صاحب کے لئے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر آیت اُترے اور اُسہیں
 بصیغہ ماضی کہا جائے هُوَ الَّذِي اَرْسَلَ رَسُولًا بِالْهُدٰى وَدِيْنٍ اَلْحَقِّ اور اُس سے
 وہ مدعی مراد ہو جو تیرہ سو برس بعد آوے گا۔ اور وہ مدعی جو قرآن و حدیث سے اور اپنے
 اقرار سے جھوٹا ہو گا اُسکے لئے یہ آیت ہی نفوذ باللہ۔ (۲) اَللّٰهُ تَعَالٰی کا یہ ارشاد ہی
 سُبْحَانَ الَّذِيْ اَسْرٰی بَعْدَہٗ لِبَلَاۤءٍ مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِيْ
 بَرَكْنَا حَوْلَہٗ اِنَّ اَبْ اِس کی تفسیر مین مرزا صاحب یوں دُفٹانی کرتے ہیں اور
 سیرت الابدال کے پیشتر ضمیمہ خطبہ الہامیہ مین چندہ منارہ کا اشتہار دیتے ہیں
 اور اُس کے صفحہ ۴۴ مین آیت سُبْحَانَ الَّذِيْ اَسْرٰی اَلْحَقِّ اِلٰی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا کے حاشیہ مین
 لکھتے ہیں مسجد اقصیٰ سے مراد اس جگہ پر یروشلم یعنی بیت المقدس، نہیں ہے بلکہ
 مسیح موعود کی مسجد ہے جو یا اعتبار بعد زمانہ کے خدا کے نزدیک مسجد اقصیٰ ہے اس سے
 کس کو انکار ہو سکتا ہے جس مسجد کی مسیح موعود بنا کرتے ہیں وہ اس لائق ہے کہ
 اس کو مسجد اقصیٰ کہا جاوے جسکے معنی ہیں مَسْجِدُ الْاَقْصَا اَلْحَقِّ اس کے بعد صفحہ ۴۵ کے
 حاشیہ مین لکھتے ہیں مسجد اقصیٰ سے مراد مسیح موعود کی مسجد ہے جو

نمونہ دکھا کر اس کا غل مچایا کہ ہم حقانیت اسلام پر دو سو یا تین سو براہین لکھینگے اور چھپوائینگے اس کا اشتہار کئی جرنوں میں بہت مو۔۔۔ تے موٹے حرفوں سے چھپوا کر شائع کیا اور اس ذریعہ سے انہوں نے لوگوں سے دس ہزار روپیہ کا چندہ لیا اُس کے بعد غالباً بیس پچیس برس تک زندہ رہے اور برابر لکھنے ہی کے مشغلہ میں رہے مگر بجز جھوٹے وعوؤں اور تہلیوں کے اور اپنی جھوٹی باتوں کے اظہار کے اور کچھ نہیں کیا اور تحریروں میں اس قدر انہیں مشغولی رہتی تھی کہ کئی کئی وقت کی نمازیں بھی قضا کرتے رہے مگر اسپر بھی براہین کا وعدہ پورا نہ کیا اور دو سو براہین میں سے دو چار بھی نہیں لکھیں اور جن لوگوں نے روپیہ دیا تھا بعض نے طلب کیا تو چندہ گالیان انہیں سنائیں یہ حضرت انہیں کے مرید ہیں جو مختلف رسالوں کی تالیف کا چندہ۔ جہشتی مقبرہ کا چندہ۔ منارہ کا چندہ۔ مکان کے وسیع کرنے کا چندہ۔ غرض کہ مختلف قسم کا چندہ تمام عزم کرتے رہے اور اپنی شہرت اور اپنی جہانی راحت میں صرف کرتے رہے اور اپنی اولاد کیلئے سرمایہ چھوڑ گئے۔ اور مریدوں کو چندہ دینے کا عادی کر گئے۔ اسلئے اُن کے مریدوں میں بھی عادت ہو گئی ہے کوئی چندہ دیتا ہے کوئی چندہ مانگتا ہے خواجہ صاحب بھی انہیں میں میں اُن سے کیا اسید ہو سکتی ہے۔ خدا کے لئے اسپر غور کیجئے اور تمام برادران اسلام کو اس سے آگاہ کیجئے کہ ہوشیار ہو جائیں۔ یہ اُن کے خاص مرید ہیں پھر خصوصیت کی وجہ سے اُن کی باتوں کا اثر نہیں ضرور آیا اور اس وقت وہ گہری پالیسی سے اپنا کام کر رہے ہیں۔ اس سے کوئی تجربہ کار انکار نہیں کر سکتا۔

ان باتوں کے سوا میں آپ سے کہتا ہوں کہ قرآن مجید کا ترجمہ کرنا اس قدر مشکل ہے کہ اچھے اچھے ماہرین قرآن بھی ترجمہ پورے طور سے نہیں کر سکتے یہ بات نہایت ظاہر ہے کہ ترجمہ کرنے کے لئے اول اُن دونوں زبانوں کا کامل ماہر ہونا چاہئے جبکہ وہ ترجمہ کے اوجہ میں نہ ترجمہ کرے اب خواجہ صاحب

عربی زبان سے تو نا آشنا ہیں پھر وہ قرآن کا ترجمہ کیا کریں گے
 سو اس کے کہ وہ اُردو اور فارسی کے ترجموں کو دیکھیں اور سب سے اول اپنے مُرشد
 کے قول کو مد نظر رکھیں اور آیات قرآن کا مطلب وہی بیان کریں جو اُن کے مُرشد
 نے بیان کیا ہے۔ مین اُن کے مُرشد کے اقوال بعض آیات کے مطالب میں
 آپ کو دکھلاتا ہوں۔ مرزا صاحب کہتے ہیں کہ (آیت ۱) **هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ**
بِالْهُدَىٰ وَدِينٍ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ رَاجِعًا زَاهِدِي صَفْحَةً آیت خاص
 میرے ہی شان میں اُتری ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں
 نہیں ہے۔ اب خیال نہ رہا ہے کہ کیا اندھیر ہے کہ تیرہ سو برس قبل مرزا
 صاحب کے لئے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر آیت اُترے اور اُس میں
لصِيغَةٍ مَّاضِي کہا جائے **هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينٍ الْحَقِّ** اور اُس سے
 وہ مدعی مراد ہو جو تیرہ سو برس بعد آوے گا۔ اور وہ مدعی جو قرآن و حدیث سے اور اپنے
 اقرار سے مجھوٹا ہو گا اُس کے لئے یہ آیت ہو **فَوَعُودًا لِلَّهِ - (۴۱) اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہو**
سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى الَّذِي
بَارَكْنَا حَوْلَهُ اب اس کی تفسیر میں مرزا صاحب یوں دُفٹانی کرتے ہیں اور
 سیرت الابدال کے پیشتر ضخیم خطبہ الہامیہ میں چندہ منارہ کا اشتہار دیتے ہیں
 اور اُس کے صفحہ ۴۴ میں آیت **سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى** الخ کو لکھ کر اس کے حاشیہ میں
 لکھتے ہیں مسجد اقصیٰ سے مراد اس جگہ پر یروشلم یعنی بیت المقدس، نہیں ہے بلکہ
 مسیح موعود کی مسجد ہے جو باعتبار بعد زمانہ کے خدا کے نزدیک مسجد اقصیٰ ہے اس سے
 کس کو انکار ہو سکتا ہے جس مسجد کی مسیح موعود بنا کرتے ہیں وہ اس لائق ہے کہ
 اس کو مسجد اقصیٰ کہا جاوے جسکے معنی ہیں **مَسْجِدُ الْبَعْدِ** الخ اس کے بعد صفحہ ۵ کے
 حاشیہ میں لکھتے ہیں مسجد اقصیٰ سے مراد مسیح موعود کی مسجد ہے جو

نمونہ دکھلا کر اس کا غل مچایا کہ ہم حقانیت اسلام پر دو سو بائیس سو براہین لکھینگے اور چھپوانینگے
 اس کا اشتہار کئی جرنوں میں بہت مو۔۔۔ نے موٹے حرفوں سے چھپوا کر شائع کیا اور اس
 ذریعہ سے انہوں نے لوگوں سے دس ہزار روپیہ کا چنڈہ لیا اُس کے بعد
 غالباً بیس پچیس برس تک زندہ رہے اور برابر لکھنے ہی کے مشغلہ میں رہے مگر بچہ جھوٹے
 دعوؤں اور تعلقوں کے اور اپنی جھوٹی باتوں کے اظہار کے اور کچھ نہیں کیا اور
 تحریروں میں اس قدر انہیں مشغولی رہتی تھی کہ کئی کئی وقت کی نمازیں بھی قضا کرتے رہے
 مگر اسپر بھی براہین کا وعدہ پورا نہ کیا اور دو سو براہین میں سے دو چار بھی نہیں لکھیں اور
 جن لوگوں نے روپیہ دیا تھا بعض نے طلب کیا تو چنڈہ گالیان انہیں سنائیں یہ حضرت
 انہیں کے مرید ہیں جو مختلف رسالوں کی تالیف کا چنڈہ جہشتی مقبرہ کا چنڈہ۔ منارہ کا
 چنڈہ۔ مکان کے وسیع کرنے کا چنڈہ۔ غرضکہ مختلف قسم کا چنڈہ تمام عمر جمع کرتے
 رہے اور اپنی شہرت اور اپنی جہانی راحت میں صرف کرتے رہے اور اپنی اولاد کیلئے
 سرمایہ چھوڑ گئے۔ اور مریدوں کو چنڈہ دینے کا عادی کر گئے۔ اسلئے اُن کے
 مریدوں میں بھی عادت ہو گئی ہے کوئی چنڈہ دیتا ہے کوئی چنڈہ مانگتا ہے خواجہ صاحب
 بھی انہیں میں ہیں اُن سے کیا امید ہو سکتی ہے۔ خدا کے لئے اسپر غور کیجئے اور
 تمام برادران اسلام کو اس سے آگاہ کیجئے کہ ہوشیار ہو جائیں۔ یہ اُن کے خاص
 مرید ہیں پھر خصوصیت کی وجہ سے اُن کی باتوں کا اثر نہیں ضرور آیا اور اس وقت وہ گہری
 پالیسی سے اپنا کام کر رہے ہیں۔ اس سے کوئی تجربہ کار انکار نہیں کر سکتا۔
 ان باتوں کے سوا میں آپ سے کہتا ہوں کہ قرآن مجید کا ترجمہ کرنا اس قدر مشکل ہے
 کہ اچھے اچھے ماہرین قرآن بھی ترجمہ پورے طور سے نہیں کر سکتے یہ بات نہایت
 ظاہر ہے کہ ترجمہ کرنے کے لئے اول اُن دونوں زبانوں کا
 کامل ماہر ہونا چاہئے جبکہ وہ ترجمہ کرے اور زمین ترجمہ کرے اب خواجہ صاحب

بعد کوئی سچا نبی نہ ہوگا بلکہ صاف طور سے حدیثوں میں مذکور ہے کہ میرے بعد میری امت
 میں سے جھوٹی مدعی نبوت پیدا ہوں گے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی
 نبی نہ ہوگا (یہ حدیث صحیحین کی ہے) اب خواجہ صاحب ان آیتوں کا وہی مہنی کرینگے
 جو ان کے فرشتہ نے کئے ہیں اگر اس کے خلاف کریں گے تو انھیں جھوٹا قرار دینا
 پڑیگا۔ مگر خواجہ صاحب نے یہ خیال کر لیا ہوگا کہ ترجمہ تو انگریزی وغیرہ زبان میں ہوگا
 جس سے اکثر اہل علم واقف نہ ہوں گے پھر اُسکے حسن وقع کو کون دریافت کر سکتا ہو
 اب دیکھنے والے اگر ایمان لائیں گے تو اسی بات پر لائیں گے جو انھوں نے ترجمہ
 کیا ہوگا مرزا صاحب کی قرآن دانی کی ایسی مہل اور وہی مثالیں بہت ہیں مگر میں نے
 بطور نمونہ آپ کو تین آیتیں پیش کرویں۔ مولانا:- یہ تو آپ جانتے ہوں گے کہ
 وہ اپنے الہام کو مثل قرآن مجید کے لفظ قطعی بیان کرتے ہیں اور احادیث نبویہ سے
 اُس کا بہت بڑھا ہوا مرتبہ کہتے ہیں (حقیقۃ الوحی ص ۱۲) اب اس کے بعد ان کا
 یہ الہام ملا خط ہو لو کلاک لما خلقت الافلاک یہ روایت بہت مشہور ہے اور
 سب جانتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ہے مگر مرزا
 صاحب اس کو غلط ٹھہرا کر یہ کہتے ہیں کہ یہ میرا الہام ہے یعنی میری
 نسبت اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے کہ اگر میں تجھے پیدا نہ کرتا تو زمین و آسمان کچھ نہ بناتا۔
 (استفتاء ص ۸۵) اس میں مرزا صاحب تمام عالم کے وجود کو اپنا طفیلی اور اپنا ظل کہتے
 ہیں جس کا جاہل یہی ہوا کہ تمام انبیاء کرام اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بھی مرزا
 صاحب کے طفیلی ہیں۔ مولانا:- کون مسلمان ہے کہ اس بات کو سن سکتا ہے
 اور حضرت سرور انبیاء حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی توین پر تحمل کر سکتا ہو۔ اب
 کہیں اپنے آپ کو ظلی بروزی کہہ دینا صرف مسلمانوں کو دھوکا دینا ہے مولانا
 خواجہ صاحب انہیں کے مُرد ہیں انہیں کی تعریف میں صحیفہ آصفیہ شائع کر رہے ہیں

قادیان میں واقع ہے

کہتے مولانا یہ ترجمہ اور مطلب آیت موصوفہ کا تیرہ سو برس کے عرصہ میں صحابہ کرام سے لیکر اس وقت تک کسی حقانی عالم کے خواب میں بھی نہیں آیا۔ یہ توحید قادیاں کی قرآن دانی کا نتیجہ ہے خیال مندرائے کہ کیسے کیسے مہلات اپنی چرب زبانی سے وہ بیان کر رہے ہیں اسوجہ سے ان کے فریادوں نے انکو سلطان القلم کا خطاب دیا ہے پھر ان کے رشید فرید جن کے نام میں کمال پڑا ہوا ہے اگر وہ لوگوں کے دلوں کو اپنے بیان سے موثر کریں تو کون بعید بات ہے۔ مولانا کسی مسلمان یا کسی سمجھدار کے خیال میں یہ آسکتا ہے کہ حضرت سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام شب معراج میں مکہ معظمہ سے مرزا صاحب کے خیالی مسجد قادیاں میں تشریف لگے جو وقت اس مسجد کا نام و نشان بھی نہ تھا آپ اسپر غور کریں کہ جب خواجہ صاحب مرزا صاحب کو مامورین اللہ اور مسیح موعود مانتے ہیں اور خود انھیں علوم عربیہ سے تعلق نہیں ہے تو بالضرور وہ ان آیتوں کے وہی معنی کرینگے جو مرزا صاحب نے کئے ہیں۔

(۳) سورہ صف میں اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول اس طرح نقل فرماتا ہے **وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَا بَنِي إِسْرَءِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْحِيدِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ۔**

اس آیت میں صاف طور سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے کی بشارت دیتے ہیں چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد آپ ہی کا ظہور ہوا اور آپ کا نام احمد بھی تھا اب مرزا صاحب باوجود غلام احمد ہونیکے اپنا نام احمد کہتے ہیں اور اس آیت کا مصداق اپنے آپ کو بھرا لیتے ہیں حالانکہ قرآن مجید کے نص قطعی اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

لے ازالہ الادام حصہ ۲۵ مطبوعہ سنہ ۱۳۳۷ھ ملاحظہ ہو۔ اس تحریر کے بعد معلوم ہوا کہ خواجہ صاحب اس آیت کا مصداق

جب انہیں مسیح موعود مان چکے ہیں تو ان کے تراشیدہ معنی کو ضرور مانتے گئے اور ترجمہ دیکھنے والو کو انہیں مسیح موعود منوانا چاہیں گے

مرزا صاحب کو انہیں کہتے مگر ان کے بیٹے اور غلطی کہتے ہیں وہ دونوں میں اختلاف ہے جسے انہیں اس آیت کے معنی صحیح کہیں گے ان کے فرشتے بہت جا غلط معنی بیان کئے ہیں خواجہ صاحب کہاں تک ان سے انکار کریں گے

بآواز بلند یہ کہہ رہا ہے کہ اُسکے مضامین کی حقیقت حال کو نہایت روشن کئے دکھائیں
 شاید آپ کسی موقع اور وقت کے منتظر ہو گئے۔ یا انہیں بے حقیقت سمجھ کر توجہ نہ ہوتی
 ہوگی۔ مگر آپ خوب سمجھ لیں کہ ہمارے علماء کی ایسی بے توجہی اور ایسے ہی خیال نے
 مرزا صاحب کو اس قدر فروغ و دیدیا اگر ابتدائیں مخصوص علماء کو اس طرف پوری توجہ
 ہو جاتی تو فیست نہ فروغ نہ پاتا۔ یہ خاکسار بہت دور ہے مگر اس وقت کہ بقدر آپ کو
 سبکدوش کرتا ہے اور صحیفہ آصفیہ کا نمونہ دکھانا ہے ہمارے فرمانروائے و کن او
 تمام معززین ملاحظہ فرمائیں۔ میری اس محنت کا نتیجہ کامل طور پر اسی وقت
 ہو سکتا ہے کہ آپ اور آپ کے مخصوص احباب اسکی اشاعت میں کوشش فرمائیں
 اور تمام معززین کے ہاتھوں تک نہنچائیں۔

(پہلا نمونہ) رسالہ کے صفحہ ۲ میں امام مہدی کے خروج کی کئی نشانیاں بیان کی
 ہیں وہ سب غلط ہیں خواجہ صاحب تو علوم دینیہ کی تحقیق سے معزز ہیں ان کا مایہ علمی
 صرف مرزا صاحب کے اقوال ہیں ان میں ایک علامت یہ بیان کی ہے کہ ایام ہجرت
 میں ایک رمضان کے مہینہ تیرہویں اور اٹھائیسویں تاریخ پر چاند اور سورج کا کسوف و
 خسوف ہوگا، (صفحہ ۲، سطر ۳ و ۴) اس کی سند میں حاشیہ پر دقطنی کی ایک روایت
 لکھی ہے مگر اسکی غلطی رسالہ شہادت آسمانی اول اور دوسری شہادت آسمانی
 میں اس خوبی اور وضاحت سے بیان کی گئی ہے کہ اُسے دیکھ کر ذمی علم حق پسند تو
 وجد کرنے لگتا ہے اور مخالف ناحق کوشش حیران رہ جاتا ہے یہ دونوں رسالے
 خاص ہی نشان کے ذکر میں لکھے گئے ہیں لطیف یہ ہے کہ جس روایت سے
 خواجہ صاحب اپنے مُرشد کی صداقت ثابت کرنا چاہتے ہیں اُسی روایت سے متعدد
 طریقوں سے مرزا صاحب کا کاذب ہونا آفتاب کی طرح روشن
 کر کے دکھایا ہے۔ وہ طریقہ مجملًا ملاحظہ ہوں (۱) جس روایت سے یہ

کیا ایک دن علما سے اس کی جوابدہی نہ ہوگی خصوصاً آپ جیسے معزز اور مقتدر اہل علم سے۔ ذرا ہمت سے کام لیجئے اور اپنی صداقت اور حمایت دین کو کام میں لائیے۔

مرزا صاحب کا ایک قول صحیفہ رحمانیہ نمبر ۷ صفحہ ۲۴ میں دیکھئے کہ مرزا صاحب اپنی فضیلت تمام انبیاء پر کس طرح دکھلا رہے ہیں۔ غرض کہ اس مختصر بیان سے فہمیدہ حضرات سمجھ سکتے ہیں کہ خواجہ صاحب اگر قرآن کا ترجمہ کریں گے تو اس سے اسلام کی اشاعت تو ہرگز نہ ہوگی بلکہ مسیح قاویانی کے جھوٹے مذہب کی اشاعت البتہ ہوگی۔ اس سے براہِ راست اسلام بالکل ناواقف ہیں اور خواجہ صاحب کی باتوں میں آگئے ہیں۔ چونکہ پہلے سے بھی وہاں مرزا صاحب کے ماننے والے اور معاون و مددگار موجود تھے اس لئے خواجہ صاحب کو وہاں بہت مدد ملی اور کچھ نئے خیال کے حضرات اُن کے بیان کو پسند کر کے اُن کے مددگار ہو گئے۔ اُن کی کوشش سے اُن کو اس قدر وثوق ہو گیا۔ مگر آپ کی شان یہ تھی کہ کچھ ہمت کر کے اثر ڈالتے تو اس جھوٹی سحر بانی اور چرب زبانی کا کچھ بھی اثر نہ پڑتا۔

یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ آپ کے مقتدر ملک میں مرزا صاحب کی نبوت کی خوب تبلیغ ہو رہی ہے یعنی صحیفہ آصفیہ تقیم ہو رہا ہے میرے پاس بھی بھیجا گیا ہے اس لئے مجھے خاص اس کے طرف توجہ کرنا ضرور ہوا۔ مولانا مجھے بار بار حیرت ہوتی ہے کہ آپ نے صحیفہ آصفیہ کی غلط باتوں کا نمونہ بھی مسلمانوں کو نہیں دکھایا اُس میں تو سوائے جھوٹے دعوؤں کے اور کچھ نہیں ہے مشاغل متعلقہ کے علاوہ شاید آپ کسی تصنیف میں مشغول ہوں گے۔ مگر یہ فقیر اس کی اشاعت کے دیر ہونے میں نہایت خطرہ خیال کرتا ہے اس لئے اُس کا نمونہ لکھ کر بھیجتا ہوں اسے مشتہر کیجئے مجھے اس میں ذرا شبہ نہیں ہے کہ آپ کے نزدیک اُس کے دلائل تاریک و مبہوت سے زیادہ زور دار نہیں ہیں مگر اس وقت تو مسلمانوں کی خیر خواہی اور آپ کا فرض منصبی

نہیں ہو سکتا روایت کے چار جملے اس غلطی کو نہایت صفائی سے ظاہر کر رہے ہیں
 ان باتوں کی تصریح شہادت آسمانی میں کامل طور سے کی گئی ہے۔ یہ رسالہ
 مرزا صاحب کے اول خلیفہ حکیم نور الدین صاحب کے پاس بھیجا گیا تھا اور ان کے
 سوا اور بھی بعض اہل علموں کو دیا گیا مگر اس وقت تک کسی نے جواب نہیں دیا۔ اس
 رسالہ سے پہلے عام و خاص میرزائی ہر ایک سے کہتے تھے کہ دیکھو اب مرزا
 صاحب کے مہدی ہونے میں کیا شک ہے اب تو علانیہ آسمان نے انکی شہادت
 دیدی مگر اس رسالہ شہادت آسمانی کے بعد جب انہوں نے دیکھ لیا کہ
 یہ تو انکی شہادت ہو گئی مینی مرزا صاحب کے کاذب ہونے کی آسمانی شہادت
 ہو گئی اسلئے بالکل خاموش ہو گئے۔ چونکہ وہ رسالہ حیدر آباد وکن میں بخوبی شائع
 نہیں ہوا لہذا خواجہ صاحب کو اپنے رسالہ میں اُسکے شائع کرنے کی جرات ہوئی
 اور ممکن ہے کہ انہوں نے اُسے دیکھا ہی نہ ہو کیونکہ مرزا صاحب کے پختہ
 ماننے والے اپنے حقیقی بھی خواہوں کے رسالوں کو دیکھتے ہی نہیں بلکہ انکے
 بزرگ کہہ دیتے ہیں کہ مخالفین کے رسالے دیکھنے سے ایمان جاتا رہے گا
 انہیں مت دیکھو۔ لیکن یہ خاکسار بہ نیت خیر خواہی خواجہ صاحب سے
 کہتا ہوں کہ اس رسالہ کو ضرور ملاحظہ فرمائیں اور خوف خدا دل میں لا کر
 انصاف دلی سے دیکھیں میں بالیقین کہتا ہوں کہ اگر حق پسندی کی نظر سے
 ملاحظہ کریں گے تو اپنے رسالہ صحیفہ آصفیہ کو ردی میں پھینک دیں گے کیونکہ ہمیں
 ڈراشبہ نہیں ہے کہ دوسری شہادت آسمانی کے نہایت مشترح بیان نے
 مرزا صاحب کو متعدد دلیلوں سے نہایت صفائی سے یقیناً کاذب ثابت کر دیا
 ہے۔ جیسی غلط اور جھوٹی باتیں خواجہ صاحب کے مرشد نے کہنوں کے اجتماع
 کی نسبت بنائی ہیں کوئی دیندار صاحب عقل ایسی باتیں نہیں کر سکتا اور اہل اللہ

دعوے ثابت کیا جاتا ہے وہ روایت ہرگز اس لائق نہیں ہے کہ ایسا عظیم الشان
دعوے اُس سے ثابت کیا جائے اس کا روایت کرنے والا ایک جھوٹا دجال کذاب
ہے اسکی روایت ہرگز اس لائق نہیں ہو سکتی خود وار قطنی کے طرز بیان سے اس حدیث
کا صحیح نہ ہونا ظاہر ہے (دوسری شہادت آسمانی کا صفحہ ۵۴ سے ۵۹ تک) ملاحظہ ہو۔
(۲) اس غیر معتبر روایت کی صحت ثابت کرنے میں مرزا صاحب نے جو غلط باتیں
بنائی ہیں اور نہایت صاف و صریح دھوکا دیا ہے اُس سے ہر ایک فہمیدہ حق پسند
پر مرزا صاحب کی فریب دہی نہایت روشن ہو جاتی ہے (۳) جس روایت کو
مرزا صاحب نے اپنی شہادت میں پیش کیا ہے اُسے اپنے اوپر صادق کرینگے
لئے ایسے غلط معنی بیان کئے ہیں کہ کوئی ذی علم خصوصاً جسے زبان عرب سے
پوری واقفیت ہے وہ ہرگز نہ کرے گا بلکہ مرزا صاحب کے معنی کو بالیقین غلط بتاے گا۔
اور صحیح معنی کے لحاظ سے وہ روایت مرزا صاحب کے لئے نشان کسی طرح نہیں
ہو سکتی کیونکہ اس کا ظہور اس وقت تک نہیں ہوا (۴) ۱۲۸۱ھ کے گہن کو مہدی کا
نشان مرزا صاحب نے بتایا ہے مگر ماہرین علم ہیئت و نجوم خوب واقف ہیں کہ یہ ایک
معمولی گہن تھا جو اپنے مقررہ وقت پر ہوا اس طرح کے گہن پہلے بھی بہت ہو چکے ہیں
اور آئندہ بھی ہونگے پھر ایک ایسی معمولی اور مقررہ بات کو عظیم الشان امر کا نشان کہنا
صرف بے عقلی اور جہالت ہی نہیں ہے بلکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر
سخت الزام ہے کیونکہ مرزا صاحب اس بات کو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف
منسوب کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ان گہنوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
مہدی کا نشان کہا ہے۔ اب جو ماہرین نجوم اس قول کو دیکھیں گے تو حضور انور
صلی اللہ علیہ وسلم پر (غزوہ اللہ منہ مضحکہ کرینگے) (۵) اگر اس روایت کو صحیح
مان لیا جائے تو بھی مذکورہ گہن مہدی کی علامت اور اس حدیث کا مصداق ہرگز

(۲) یہ کہنا کہ اس صدی میں کسی نے مجدد بنو نیکا دعویٰ نہیں کیا محض غلط ہے دیکھئے۔ مولوی احمد رضا خان بریلوی اپنے آپ کو **مُجَدِّدِ مَائِدَةِ حَاضِرَةِ** کہتے ہیں یعنی میں اس موجودہ صدی کا مجدد ہوں یہ دعویٰ ان کا مرزا صاحب کے سامنے بھی تھا اور اب بھی ہے اور مرزا صاحب کو **کافر** کہتے ہیں اور سخت مخالف ہیں۔ اور بھی بعض نے دعویٰ کیا ہے اور بہنی سے اشتہار جاری کیا ہے اور مکہ معظمہ چنچکر دعویٰ کا اعلان کیا ہے مگر اس کی تحقیق کی ضرورت نہیں ہے ایک مدعی کا نشان دینا کافی ہے۔ وہ ہندوستان میں موجود ہیں۔

(۳) اے معززین اسلام ذرا نظر کو وسیع کر کے ملاحظہ کیجئے کہ مجدد وہی ہے جو دین اسلام کو معتد بہ فائدہ پھونپائے۔ اب دیکھئے کہ مرزا صاحب نے اسلام کو کیا فائدہ پہنچایا اس کا ذکر میں نے بعض رسالوں میں کیا ہے جو علامتین سیح موعود کی حدیث میں آتی ہیں وہ علامتیں تو مرزا صاحب میں ہرگز پائی نہیں گئیں۔

مجھے ابتدائی صدی سے اس کا خیال رہا ہے اور متعدد پادریوں سے مناظرہ تقریری اور تحریری ہوا ہے اور انہیں کامل طور سے عاجز کیا ہے اور ایسی تدبیریں کی ہیں کہ جا بجا منادی کرنا پادریوں نے شروع کر دیا تھا وہ بند ہو گیا۔ اُسی وقت متعدد رسالے نہایت تحقیق و تہذیب سے لکھے ہیں ان میں پیغام محمدی آئینہ اسلام دفع التلبیسات۔ نثرانہ حجازی وغیرہ کتابیں چھپ کر شائع ہو چکی ہیں وہ سب موجود ہیں آج تک کسی پادری نے جواب نہ دیا۔ مرزا صاحب نے ایک پادری سے مناظرہ کیا تھا مگر ان کو پیشینگوئی کرنے کا ایسا شوق تھا کہ اُس مناظرہ میں پادری آتھم کی نسبت پیشینگوئی کروئی کہ پندرہ مہینے کے اندر یہ مر جائے گا مگر مرزا صاحب کی پیشینگوئی بھی جب جھوٹی ہوئی اور وہ نہ مرا تو ہر ستمبر روز مقررہ پر پادریوں نے الہ آباد سے لیکر تمام پنجاب میں بُری خوشیاں منائیں گو یا مرزا صاحب

اور سچ موعود کی تو بڑی شان ہے۔

شہادت آسمانی میں صرف غلطی ہی نہیں دکھائی گئی ہے بلکہ مرزا صاحب کی صریح دھوکا دہی ثابت کی گئی ہے، اسلئے صحیفہ آصفیہ کی تمام باتیں ہباءِ اَمْتٍ ہو گئیں اور محض غلط ثابت ہوئیں کیونکہ انسان کے جھوٹا اور غیر معتبر ہونے کے لئے ایک جھوٹ کا ثابت ہو جانا کافی ہو بین اُن سے خیر خواہانہ کہتا ہوں کہ اگر وہ اس کا جواب دینا چاہیں تو ہرگز نہیں دے سکتے۔ البتہ ہدایت ہادی مطلق کے اختیار میں ہے قرآن مجید میں بہت جگہ ارشاد ہے یُضِلُّ بِہٖ کَثِیْرًا وَ یَهْدِیْ بِہٖ کَثِیْرًا پھر کسی انسان کی تصنیف کی کیا ہستی ہو۔

صفحہ ۱۰ میں لکھتے ہیں ”کہ صدی کا سر بھی گزر چکا تھا۔ اور بموجب قول تسمیہ ضروری تھا کہ کوئی مجدد مبعوث ہوا اور اس مبارک انسان کے سوا کسی اور شخص نے آج تک اس صدی کے لئے دعویٰ مجددیت بھی نہیں کیا تھا“

یہ سب باتیں خواجہ صاحب کی بے علمی اور بے خبری ثابت کرتی ہیں ملاحظہ کیجئے (۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا ہے کہ مجدد اپنے مجدد ہونیکا دعوئے بھی کرے البتہ وہ کام کرے گا جس سے دین کو فائدہ پہنچے اور اس کی تجدید ہو یہی وجہ ہے کہ پہلے صدیوں میں کسی کا دعویٰ ثابت نہیں ہوتا البتہ دوسرے علمائے اُن کی حالت دیکھ کر انہیں مجدد کہا ہے غرض کہ مجدد ہونیکے لئے دعویٰ ضرور نہیں ہے مدعی تو اکثر جھوٹے ہوئے ہیں جیسے دوسری صدی میں **طریق** اور **صلح** گذرا ہے جس کی حالت تاریخ ابن خلدون میں لکھی ہے اور مرزا صاحب بہت زیادہ اسے غرور ہوا تھا اور کئی سو برس اسکے اولاد میں بادشاہت قائم رہی۔ اس سے مرزا صاحب کا وہ دعویٰ بھی غلط ہو جاتا ہے کہ کوئی مفتری کامیاب نہیں ہوتا۔ اسکی تفصیل رسالہ عبرت خیرین ملاحظہ کیجئے۔

قیمت واپس کروینے کے لئے لکھا تو مرزا صاحب نے بجائے روپیہ واپس کر نیئے اُن پخصہ کا اظہار کر کے سخت کلامی کی۔

اُن حق پسند حضرات فرمائیں کہ بزرگ اور مجدد ایسے ہو سکتے ہیں نہایت غور کر کے اس کا جواب دیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ مذہبی تحقیق اور عقل سلیم یہی کہیگی کہ یہ باتیں ہرگز جائز نہیں اور کسی بزرگ اور مجدد کی یہ شان نہیں ہے کہ ایسے مہنیاں شرعی کا وہ علانیہ مرتکب ہو اس قسم کی بہت سی باتیں فیصلہ آسمانی اور شہادت آسمانی وغیرہ رسالوں میں ثابت کی گئی ہیں اور فرارین کی طرف سے سوائے سکوت کے کچھ جواب نہ ہوا۔ اگر خواجہ صاحب انہیں دیکھتے تو اپنے رسالہ صحیفہ آصفیہ کے شائع کرنے کی جرأت ہرگز نہ کرتے۔

(صحیفہ کا دوسرا نمونہ) خواجہ صاحب صفحہ ۸۱ میں لکھتے ہیں آپ کی بعثت سے آپ کے وصال تک صد ماکذب آپ کے مقابل میں اُٹھے جنہوں نے آپ کی ذلت پر کمر باندھی لیکن (۱) خدائے تعالیٰ نے انہیں ذلیل و خوار کیا (۲) جو آپ کے مقابل آیا ہلاک ہوا۔ (۳) جس رنگ میں کسی نے آپ کی ذلت کا ارادہ کیا اسی طرح کی ذلت اُسے نصیب ہوئی، یہاں خواجہ صاحب نے ہمارے ظل امجدیہ آباد و کن کے ڈرانے کے لئے تین دعوے کئے ہیں اور میں نہایت سچائی اور زور سے کہتا ہوں کہ یہ تینوں دعوے محض غلط ہیں محض غلط۔ چونکہ ہمارے والی دکن خلد اللہ ملکہ غالباً ان باتوں سے ناواقف ہیں اسلئے انہیں مخاطب کر کے خواجہ صاحب نے صحیفہ آصفیہ میں صریح کذب بیانی کی جرأت کی ہے حالانکہ یہ تینوں باتیں ایسی غلط ہیں کہ ہندوستان میں ان کے غلط ہونے کا معائنہ ہو رہا ہے۔ ہمارے

نے اسلام کا مضحکہ اڑویا۔ اس کی تفصیلی حالت اشاعتہ استنہ اور الہامات مرزا میں لکھی گئی ہے۔ مخالفین اسلام سے مناظرہ کرنا اسلامی کام تھا مگر اس وعدہ کام کو جھوٹی پیشینگوئی کر کے مرزا صاحب نے مضحکہ بنا دیا۔ دوسرا اسلامی کام مرزا صاحب نے یہ کیا تھا کہ براہین احمدیہ لکھنا شروع کیا اور ایک دلیل نمونہ کے طور پر لکھ کر اسے چھاپا اور اشتہار دیا کہ میں اسلام کی حقانیت پر تین سو دلیلیں لکھوں گا اور اُس کتاب کی قیمت کا پیشگی چندہ مانگنا شروع کیا برسوں اس کا غل رہا اور بہت مسلمانوں نے اس کی قیمت پیشگی بھیج دی اس کی قیمت بھی مختلف ہوتی رہی آخر میں غالباً پچیس روپے کر دی گئی تھی بعض واقف الحال ان کے پرانے آشنا لکھتے ہیں کہ اس ذریعے سے دس ہزار روپے مرزا صاحب کے پاس آئے اب خواجہ صاحب بتائیں کہ وہ تین سو دلیلیں حقانیت اسلام پر کہاں ہیں؟ مرزا صاحب پچیس تیس برس تک زندہ رہ کر لکھنے ہی کا کام کرتے رہے مگر انھوں نے جو وعدہ کیا تھا اور جبکہ اشتہار بڑے موٹے موٹے حرفوں میں دیا تھا اور جسکے لئے دس ہزار روپے پیشگی لئے وہ کہاں ہے؟ ان کی کتابوں میں کہیں ان کا وجود دکھائیے۔ پھر کیا کسی بزرگ سے ایسی باتیں ہو سکتی ہیں؟ کیا مسیح موعود جھوٹے اور ناجائز طریقے سے روپیہ کماتے کے لئے مسلمانوں کو دھوکا دے سکتے ہیں؟ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ خوف خدا دل میں لا کر انصاف سے کہئے۔ کیا فرضی کتاب کی قیمت معین کر کے مسلمانوں سے روپیہ لینا جائز ہے؟ کیا ایسا وعدہ کر کے جس کی شہرت ساری دنیا میں مخالفین اسلام کے مقابلہ میں کی ہو اُس کا پورا نہ کرنا اور مخالفین اسلام کو مضحکہ کا موقع دینا عقلاً اور شرعاً درست ہے؟ اور جب مرزا صاحب نے یہ وعدہ پورا نہ کیا اور زمانہ گزر گیا تو جنہوں نے قیمت دی تھی وہ

کیا خواجہ صاحب اس کو نہیں جانتے؟ ضرور جانتے ہیں پھر قصداً دھوکا دینے کو یہ کہتے ہیں کہ جو مقابل ہوا وہ ہلاک ہوا۔ ذلیل و خوار ہوا۔

رووم، مولوی ثناء اللہ صاحب امرت سہری (اللہ تعالیٰ انکی عمر میں ترقی دے) مرزا صاحب کے سخت مخالف رہے اور بہت کچھ مقابلہ کیا اور اب تک مقابلہ ان کا کر رہے ہیں اور مناظرہ کے لئے تمام مرزائیوں سے اعلان ہے۔ حال میں بھی بمقام لدھیانہ مرزائیوں سے مناظرہ کر کے تین سو روپیہ کی ڈگری منشی قاسم علی اڈیٹر الحق اخبار قادیان دہلی سے نقد حاصل کی۔ مولوی صاحب نے صحیفہ آصفیہ کا جواب بھی لکھا ہے صحیفہ محبوبیہ اُس کا نام ہے۔ یہ وہ مقابلہ ہیں جن سے مرزا صاحب نے تنگ آ کر آخر میں یہ فیصلہ شائع کیا تھا جو نہایت قابلِ دید ہے جسکے دیکھنے کے بعد مرزا صاحب کی حالت کا فیصلہ ہر ایک حق پسند کے نزدیک کامل طور سے ہو جاتا ہے میں اس مشہور فیصلہ کی نقل ملاحظہ کے لئے پیش کرتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ مسلمانوں کے سر تاج شہر پارِ دکن اور الٰہین سلطنت آصفیہ نظامیہ اس کے معائنہ اور اسکے نتیجہ پر واقف ہونے کے بعد خواجہ صاحب اور اُن کے مُرشد کی حالت سے بخوبی واقف ہو جائیں گے اور اُن کے صحیفہ کو ردی میں پھینک دیں گے۔ اب آپ کا بیچا خیر خواہ منت سے کہتا ہے کہ قابلِ توجہ فرما کر اچھی طرح ملاحظہ کریں اور جس جُملے پر مینے خط کر دیا ہے اُسے ذہن نشین کر کے اُس کے نتیجہ کو چشمِ عبرت سے معائنہ کر کے قدرتِ خدا کا نظارہ فرمائیں کہ کتنا عظیم الشان دعویٰ کرنے والا مخلوق کے سامنے کس طرح ذلیل ہوتا ہے وہ قابلِ دید فیصلہ یہ ہے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کے تھکا آخری فیصلہ

خل اللہ اگر تھوڑی توجہ فرمائیں تو ان تینوں دعوؤں کے کاذب ہونے کی کامل تصدیق ہو جائے مختصر اس کا بیان ملاحظہ ہو مین مرزا صاحب کے بعض سخت مخالفین کے نام لکھتا ہوں۔

اول امیر عبدالرحمن خان والی کابل مرحوم (اللہ تعالیٰ اُن کی اولاد میں ریاست اور امارت کو قائم رکھے اور اُن کی عقل و ہمت میں ترقی عنایت کرے آمین) کابل سے ایک مولوی حج کرنے کے لئے چلے گئے تھے صاحبزادہ عبداللطیف اُن کا نام تھا چونکہ مرزا صاحب کی طرف سے جا بجا اُن کی تعریف کرنے والے رہتے تھے اور رہتے ہیں کسی سے تعریف سُن کر شامت اعمال نے اُن کو قادیان پہنچایا اور کئی مہینے رہے چونکہ مذہبی تحقیقات کابل نہ تھیں اس لئے مرزا صاحب کے دام میں آ گئے۔ اسکے بعد جب حج کو جانا چاہا تو مرزا صاحب نے کہا کہ تمہارا حج ہو گیا اب تم کابل جا کر تبلیغ کرو وہ واپس گئے۔ اور امیر صاحب کو انکی حالت معلوم ہوئی انھوں نے بلا کر علما کو جمع کر کے بھجایا مگر اُس نے نہ مانا بالآخر نہایت ذلت کے ساتھ وہ مارا گیا۔ اس کے بعد امیر صاحب مرحوم مرزا جی کے فکر میں رہے مگر مرزا صاحب نے اپنی ہوشیاری سے انہیں ثواب سے محروم رکھا۔ اس وقت کابل کے ایک معزز مہمان میرے یہاں موجود ہیں وہ مفصل حالت چشم دید بیان کر رہے ہیں میں سب نہیں لکھتا۔ مولوی عبداللطیف کابلی کا واقعہ بہت مشہور ہے مرزا صاحب نے بھی اس واقعہ کو ذکر الشہادت میں لکھا ہے۔ اسے خواجہ صاحب مد نظر رکھ کر فرمائیں کہ امیر کابل کس سختی سے مرزا صاحب کے مقابل آئے مگر اس کا نتیجہ کیا ہوا۔ کیا خدا نخواستہ انہیں کسی قسم کی ذلت پہنچی؟ ذرا اپنی زبان سے اس کا جواب عنایت کریں۔ وہ دیکھ رہے ہیں کہ بفضلہ تعالیٰ اُن کی ہر طرح سے عزت اور ملک میں ترقی ہو رہی ہے۔ برٹش گورنمنٹ میں بھی اُن کا پورا سوازا ہے۔ پھر

(اس دُعا پڑھنے کے آخر میں آمین کہنے پر خوب نظر رہے)

اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی اُن کو نابود کر

یہ دُعا مرزا صاحب کی قبول نہ ہوئی

میں دیکھتا ہوں کہ آپ کی بدزبانی حد سے گزر گئی وہ مجھے اُن چروں اور ڈاکوؤں سے بھی بدتر جانتے ہیں جن کا وجود دنیا کے لئے سخت نقصان رسان ہوتا ہے۔ اے میرے آقا اور میرے بھیجنے والے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا واسن پکڑ کر تیری جناب میں ملتی ہوں کہ مجھ میں اور مولوی ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں حقیقت میں معتمد اور کذاب ہو اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھالے اے میرے مالک تو ایسا ہی کر آمین

(یہ کیسی عاجزانہ دُعا ہے اسپر خوب نظر رہے)

بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ اس تمام مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دین اور جو چاہیں اسکے نیچے لکھ دیں اب فیصلہ خدا کو ماتھ میں ہے

الرحمہ عبد اللہ احمد مرزا غلام احمد مرقومہ ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء

مطابق یکم ربیع الاول ۱۳۲۵ھ

یہ فیصلہ مرزا صاحب کے خاص اخبار الحکم کے جلد نمبر ۳۱ میں ۷ اپریل ۱۹۰۷ء کو مرزا صاحب کے مرنے سے ۳۱ ماہ پہلے چھپا ہے

چندان امان نداد کہ شب راسخ کرسد

(۱) حضرات اسپر نظر کیجئے کہ مرزا صاحب کے اس کلام سے مولوی ثناء اللہ صاحب کا سخت مخالف ہونا کس قدر روشن ہو رہا ہے یہاں تک کہ مرزا صاحب اُنکی مخالفت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
فَحَمْدٌ وَصَلٰۤی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

مرزا صاحب کی عبارت

بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب - مدت سے آپ کے پرچہ الہدیت میں میری تذبذب و تفسیق کا سلسلہ جاری ہے۔ آپ اپنے پرچہ میں میری نسبت شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری اور کذاب اور وصال ہے۔ میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا (یعنی اب صبر نہیں ہو سکتا)

۱) اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ آپ اپنے پرچہ میں مجھے یاد کرنے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا۔
(مرزا صاحب نے اپنے مفتری ہونے کی یہ پہلی معیار بتائی)

۲) اور اگر میں کذاب و مفتری نہیں ہوں اور سچ موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے اُسید رکھتا ہوں کہ سنت اللہ کے موافق آپ کذب میں کی سزا سے نہیں بچینگے
(یہ اپنے صادق ہونے کی معیار مرزا صاحب نے بتائی ہو یا دوسرے)

۳) پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون - مہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں وارد نہ ہوئیں تو میں خدائے تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔

(یہ دوسری معیار مرزا صاحب نے اپنے مفتری ہونے کی بتائی)

اگر یہ دعویٰ سچ موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افتراء ہے اور میں تیری نظیر میں مفسد اور کذاب ہوں تو اے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کراؤ میری موت سے اُن کو اور اُن کی جماعت کو خوش کرے آمین۔ (مرزا صاحب کی یہ قبول ہوئی)

مرزا صاحب کی پہلی دعا

اور اپنے مریدوں پر اس فیصلہ کا دل غم ہمیشہ کے لئے چھوڑ گئے۔

آب و سبھر ۱۹۱۵ء ہے مگر محمد احمد تعالیٰ مولوی ثناء احمد صاحب نہایت خیر غوی سے زندہ بین امرت سرین جا کر آیا انہیں ہلا کر جب کا دل چاہے دیکھ لے اور مرزا صاحب کے علاوہ خواجہ صاحب کا کذب بھی معائنہ کر لے کہ مولوی ثناء احمد صاحب باوجود سخت مخالف ہونے کے غوی اور عافیت کے ساتھ موجود ہیں اور مرزا صاحب ہی اُن کے روبرو ہلاک ہو گئے۔

(۳) خواجہ صاحب اب ذرا سنبھل کر اس کا جواب دیں کہ اس فیصلہ کے بعد ذیل و غرار اور ہلاک کون ہوا؟ مرزا صاحب اور اُن کے مریدین یا اُن کے مکذب اور مخالفین مرزا صاحب ہلاک ہو گیا انکا سخت مخالف؟ اُن کے مخالف مولوی ثناء احمد صاحب کو تو اپنے مرزا صاحب کی ہلاکت کے بعد اکثر دیکھا ہوگا اب فرمائیے کہ آپ نے کس کے ہلاک ہونے کا معائنہ کیا؟ یہ بھی بتائیے کہ مرزا صاحب نے جس رنگ کی ذلت اپنے مقابل مولوی ثناء اللہ صاحب کو دینا چاہتے تھے اُسی رنگ کی ذلت اور ہلاکت مرزا صاحب کو نصیب ہوئی یا کوئی کسر باقی رہ گئی؟ اس بیان سے خواجہ صاحب اور ان کے پیچ موعود مُرشد کی حالت بخوبی ظاہر ہو گئی مگر چونکہ مرزا صاحب کی دُعا کا ذکر آگیا ہے اسلئے کچھ اور بھی بیان کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ مرزا صاحب کو تقرب الہی کا اس قدر دعوے ہی جیسی انتہا نہیں مثلاً کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنا بیٹا کہا ہے یعنی بمنزلہ بیٹے کے قرار دیا ہے۔ یہ بھی ان کا دعویٰ ہے کہ میرا دعوے ثابت کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے تین لاکھ لے سے زیادہ معجزے مجھ سے ظاہر کرائے۔ یہ وہ دعوے ہیں کہ کسی نبی نے نہیں کیا۔

سے گویا عاجز ہو رہے ہیں۔ مرزا صاحب کے اس فیصلہ نے عقلاً اور شرعاً تحقیقاً اور لافاً
 ہر طرح مرزا صاحب کی حالت کا سچا فیصلہ کر دیا۔ اللہ تعالیٰ چشم بنیا عنایت فرمائے
 اور ول میں طلب حق کی روشنی دے۔

۱۲۔ اس فیصلہ میں پہلی دو معیارین مرزا صاحب نے اپنے کاذب ہونے کی
 اور ایک معیار اپنے صادق ہونے کی لکھی ہے۔ میں نے ہر ایک معیار کے نیچے
 لکھ دیا ہے۔ جو دو معیارین مرزا صاحب نے اپنے کاذب ہونے کی بیان کی تھیں
 وہ ان میں پائی گئیں اور جو معیار صادق ہونے کی بیان کی تھی وہ نہیں پائی گئی اسلئے
 تینوں معیاروں کے بموجب مرزا صاحب کاذب قرار پائے۔ سیطرح مرزا صاحب
 نے اربعین نمبر صفحہ ۵ میں مولوی غلام دستگیر قصوری اور مولوی اسماعیل علیگڑھی
 کی نسبت فیصلہ کیا ہے اُس سے بھی مرزا صاحب اپنے اقرار سے کاذب ثابت
 ہوتے ہیں۔ مذکورہ تین معیاروں کے بعد مرزا صاحب نے تین دعائیں کی ہیں۔
 اور تیسری عاجزانہ دعا تو نہایت ہی قابل لحاظ ہے جس سے
 واقعی طور پر سچا فیصلہ یقینی نظر آتا ہے۔

اب کسی کے خیال میں یہ نہیں آسکتا کہ اگر خدا کا وہ برگزیدہ بندہ جس کا مرتبہ
 حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بہت بڑھ کر ہو اور جسے یہ دعوئے ہو کہ امت محمدیہ میں
 حضرت ابوبکر صدیقؓ اور عمر فاروقؓ سے لیکر تیرہ سو برس میں کوئی میرے مثل
 نہیں ہو انبی کے نام پانے کا میں ہی مستحق ہوں اُس کی ایسی عاجزانہ دعا اسکی
 آرزو کے موافق قبول نہ ہو۔ مگر با اینہما ایسا نہ ہوا۔ بلکہ اپنے دونوں مقرر کردہ معیار
 کے بموجب اور اپنی عاجزانہ دعا کے مطابق کذاب اور مفتری ثابت ہوئے کیونکہ
 تاریخ دعا سے ۴۱ ماہ کے اندر تاریخ ۲۶ مئی ۱۸۸۹ء مطابق ۲۴ ربیع الثانی
 ۱۳۰۸ھ میں مرزا صاحب نہایت حسرت سے داخل عالم برنخ ہوئے

نہایت عاجزی سے دعا کی اور تمام مخلوق کے روبرو اپنے صدق اور کذب کو اسپرخص کر دیا مگر پھر بھی ان کے موافق قبول نہ ہوئی بلکہ ان کے سخت مخالفت کو اللہ تعالیٰ نے ایسا عمدہ نتیجہ اس دعا کا دکھایا کہ دنیا کے روبرو خواجہ صاحب مرشد (جنہیں وہ مسیح موعود کہتے ہیں) کذاب اور مفتری ٹھہرے۔ اب خواجہ صاحب یا مزامحود انصاف سے فرمائیں کہ ایسے شخص خدا کے مقبول اور اس کی طرف سے مبعوث ہو سکتے ہیں جو خدا کے روبرو ایسی عاجزی کے بعد اپنے اقرار سے کذاب اور مفتری ٹھہرے۔ بین نہایت سچائی اور خیر خواہی سے کہتا ہوں کہ ایسے شخص مقبولانِ خدا کی فہرست میں ہرگز مندرج نہیں ہو سکتے دوسری مثال۔ اب اُمتِ محمدیہ کے بعض مقبولانِ خدا کی دعا کا نمونہ بھی ملاحظہ کیجئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مبارک عہد میں مصر فتح ہوا وہاں دریائے نیل بہتا تھا قدرتِ خدا تھی کہ کبھی کبھی اس کا پانی رُک جاتا تھا اور بہتا نہ تھا اس سے بہت نقصان ہوتا تھا ایامِ کفر میں وہاں یہ معمول تھا کہ جب وہ دریا رُک جاتا تھا تو اسکے جاری کرنے کے لئے ایک وقت خاص پر ایک ناکتہ الر کی جو اپنے والدین کی اکلوتی ہوتی تھی اُسے عمدہ لباس اور زیور سے آراستہ کر کے دریا میں ڈالتے تھے پانی جاری ہو جاتا تھا جب مصر فتح ہوا عمر بن العاصؓ وہاں کے حاکم تھے حسب معمول اپنے وقت پر دریائے نیل بند ہو گیا وہاں کے لوگوں نے اگر شکایت کی اور وہاں کا دستور بیان کیا حضرت عمر بن العاصؓ نے کہا کہ اسلام تو ایسی برسمون کے مٹانے کے لئے آیا ہے وہ اس کو کسی طرح جائز نہیں رکھ سکتا اسپر کچھ روز تو مسلمان خاموش رہے مگر انہیں جب بہت اندیشہ ہوا تو سب نے مصر کے چھوڑنے کا ارادہ کیا حضرت

اس سے ظاہر ہوا کہ مرزا صاحب کو تمام انبیاء پر فضیلت کا دعوے ہو مگر الحمد للہ اُن کے تمام دعووں کی حالت بیان سابق سے اہل حق پر روشن ہو گئی۔ البتہ مجھے بعض مقربانِ خدا کی دُعا کا اثر دکھا کر مرزا صاحب کی حالت کو زیادہ روشن کر کے دکھانا منظور ہے تاکہ معززین و کن معلوم کریں کہ خواجہ صاحب کے مُرشد مقربانِ الہی کے درجہ کو ہرگز نہیں پھونچتے تھے یہ ان کے دعوے محض غلط ہیں۔

نہایت لائقِ دید

بین یہاں بعض مقبولانِ خدا کی دعا کی تین مثالیں دکھاتا ہوں انہیں غور سے ملاحظہ کیجئے تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ مقربانِ الہی ایسے ہوتے ہیں اور ان کی دُعا کا یہ اثر ہوتا ہے۔

پہلی مثال حضرت نوح علیہ السلام جب اپنے منکرین اور مخالفین کے ایمان لانے سے مایوس ہو گئے تو تنگ آکر سیدھے سادے الفاظ میں اس طرح دعا کی کہ رَبِّ لَا تَذَرْنِي عَلَى الْاَرْضِ خَرْتُ عَلَيْكَ لَا اَكْفُرُ بِكَ وَلَا اَكْفُرُ بِكَ۔
اُنے پروردگار تو کسی منکر کو دنیا میں آباد نہ چھوڑ سب کو تباہ کر دے۔

حضرت نوح کی اس معمولی دُعا نے تمام مخالفوں کو طوفان سے تہ و بالا کر دیا اور اُن کا نشان تک باقی نہ رہا۔ اے حضرات مقبولانِ خدا کی دعا اپنے مخالفوں کے مقابلہ میں یہ اثر دکھاتی ہے اس کو پیش نظر رکھ کر مرزا صاحب کی دعا کو پھر ملاحظہ کیجئے کہ کس عاجزی اور منت سے اپنے ایک مخالف کے مقابلہ میں

مرزا صاحب تحفہ گوروں پر چلائے سولہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تین ہزار معجزے بیان کئے ہیں اور اپنے تین لاکھ سے زیادہ اذکار و معجزات کا ظہور غیر کی تائید میں اللہ کی طرف سے ہوتا ہوا جب جقدر معجزات زیادہ ہونگے ہندوؤں کا مرتبہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ معلوم ہوگا۔ اسے مرزا صاحب کی ہر بیان سے ثابت ہوا کہ انہیں دعویٰ ہو کہ جناب سولہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تلوحے میں آئیں ہوں مگر وہ کونسا نیکو کہیں کہہ دیا کہ میں ملی ہوں احمد کا غلام ہوں۔ کیا خواجہ صاحبانِ فریب آمیز باتوں

اسلام انھیں معلوم کر کے اسلام پر مضحکہ کرتے ہیں۔ مولوی صاحب مدوح کے مثل مرزا صاحب کے ایک اور سخت مخالف ہیں۔ یعنی

(۳) ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب اسسٹنٹ سرجن پنجاب صاحب قضاہ بن ہیں جو بیس برس تک مرزا صاحب کے جان نثار مرید رہے پھر واقعی حالت معلوم کر کے ان سے علیحدہ ہو گئے اور نہایت سخت مخالف ہوئے اور متعدد رسالے مرزا صاحب کے روین لکھے۔ (۱) اعلان الحق (۲) مسیح الدجال (۳) الذکر الحکیم۔ نمبر ۶ و ۷ یہ سب رسالے لائق ملاحظہ ہیں۔

ڈاکٹر صاحب نے بھی بہت سی پیشینگوئیوں کی ہیں اور مرزا صاحب کی پیشینگوئیوں سے مقابلہ کیا ہے ایک پیشینگوئی یہ ہے کہ ۱۲ جولائی سنہ ۱۹۰۶ء کو اللہ تعالیٰ نے مجھے الہاماً بتلادیا کہ مرزا مسرف ہے۔ کذاب ہے اور عیار ہر صادق کے سامنے شریف فنا ہو جائے گا۔ اس کی میعاد تین سال کی بتلائی گئی۔ یعنی میرے سامنے مرزا تین برس کے اندر ہلاک ہو جائے گا۔ یہ تو ڈاکٹر صاحب کی پیشینگوئی تھی جو بالکل سچ اُتری۔ اس کے بعد مرزا صاحب لکھتے ہیں۔ اس کے مقابل پر وہ پیشینگوئی جو خدا تعالیٰ کی طرف سے میان عبدالحکیم خان صاحب اسسٹنٹ سرجن پیٹالہ کی نسبت مجھے معلوم ہوئی ہے اُس کے الفاظ یہ ہیں۔ خدا کے مقبولین میں (۱) قبولیت کے منونے اور علامتیں

ہوتی ہیں اور (۲) ان کی تعظیم ملوک اور ذوی الجبروت کرتے ہیں (۳) وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں۔ (۴) ان پر کوئی غالب نہیں آسکتا (۵) فرشتوں کی کہنچی ہوتی تلوار تیرے آگے ہے پر تو نے وقت کو نہ پہچانا نہ جانادہ، سَبِّ حَرَقَ بَيْنَ صَادِقٍ وَكَاذِبٍ اَمَّا تَرَى كُلَّ مَصْلُحٍ وَصَادِقٍ۔ اے میرے رب تو صادق اور کاذب کے درمیان فرق کر کے دکھلا۔ تو ہر مصلح اور صادق کو دیکھتا ہو

عمر بن العاصؓ نے اس واقعہ کی خبر حضرت عمر فاروقؓ کو دی حضرت عمر فاروقؓ نے
عمر بن العاصؓ کو خط لکھا اور اُس میں ایک پرچہ دریاے نیل کو لکھ کر رکھ دیا اُس پرچہ
میں لکھا تھا کہ اے نیل اگر تو اپنے اختیار سے بہتا ہے تو نہ بہہ
رُکارہ اور اگر خدائے تعالیٰ کے اختیار میں ہو تو میں خدا سے
دُعا کرتا ہوں کہ وہ تجھے جاری کر دے“

حضرت ابن العاصؓ نے یہ پرچہ نیل میں ڈال دیا اُس پرچہ کے چھوڑتے ہی دریاے نیل
جاری ہو گیا اور کبھی بند نہ ہوا اس وقت تک حضرت عمرؓ کی دُعا کا اثر لوگ دیکھ
سے ہیں (تاریخ الخلفاء ص ۸۷ ملاحظہ ہو)

تیسری مثال امام بخاریؒ نے حضرت سعد بن وقاصؓ کی دُعا کی حالت
صحیح بخاری میں لکھی ہے اُس کا خلاصہ یہ ہے کہ اُسامہؓ نے حضرت سعدؓ کی جھوٹی
شکایت کی حضرت سعدؓ نے فرمایا کہ خدائے میری تین دُعائیں ہیں اگر یہ شخص
جھوٹا ہے تو اے خدا (۱) اس کی عمر دراز کر (۲) اس کو فقیر اور محتاج رکھ (۳) اس کو
فتنہ میں مبتلا کر۔ اس دُعا کے بعد اُسامہؓ کی یہ حالت ہوئی کہ پڑھا پے
سے اس کی بھوین آنکھوں پر آ پڑی تھیں اور راستوں میں فاحشہ جوان لڑکیوں
کے ماتھے پاؤں دباتا پھرتا تھا۔ جب کوئی کہتا کہ یہ تیری کیا حالت ہو تو کہہ دیتا تھا
کہ حضرت سعدؓ کی دُعا کا اثر ہے“

دیکھا جائے کہ حضرت سعدؓ کوئی مبعوث من اللہ اور مجدد نہ تھے مگر اُن پر
معمولی غلط الزام لگانے پر اُن کی بددُعا کا یہ اثر ہوا۔ اور مرزا صاحب ایسے
تقرب الہی کے مدعی اور اُن کا ایسا سخت مخالف اُس کے لئے مرزا صاحب
نے نہایت عاجزی سے بددُعا کی مگر کچھ اثر نہ ہوا۔ ان مقبولانِ خدا کے حالات
دیکھ کر ایمان تازہ کیا جائے اور مرزا صاحب کے حالات تو ایسے ہیں کہ مخالفین

جب کوئی اہل کمال متوجہ ہو گیا مرزا صاحب اُس سے بھاگے۔ پیر مہر علی شاہ صاحب سے مناظرہ ٹھہرا۔ مگر مقابلہ پر نہ آئے۔ دہلی میں مولوی محمد بشیر صاحب سے مناظرہ شروع کیا مگر درمیان میں چھوڑ کر بھاگے اُن کے مریدین کا بھی یہی حال ہے۔ اب کوئی سامنے نہیں آتا پہلے بہت کچھ عمل چائے تھے۔ یہ مرزا صاحب کے مغلوب ہونے کی پوری نشانی ہے۔ غرض کہ مرزا صاحب نے جو نشانیاں خدا کے مقبول بندوں کی بیان کی تھیں اُن میں سے ایک بھی اُن میں نہیں پائی گئی پھر انھیں محمد داود مسیح مانتا کس قدر ناجائز اور ناعاقبت اندیشی ہے۔

پانچویں جگہ میں عبدالحکیم خان صاحب کے اوپر تلواروں کا کھینچا جانا لکھتے ہیں اور یہ خدا کا قول بتاتے ہیں۔

حقیقۃ الوحی کے ص ۹ کے حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ خدا فرماتا ہے کہ کیوں آگے بڑھتا ہے کیا تو فرشتوں کی تلواریں نہیں دیکھتا؟ مگر اس کہنے کے بعد تو مرزا صاحب ہی ہلاک ہو گئے ڈاکٹر صاحب تو بفضلہ تعالیٰ اب تک بخیر خوبی موجود ہیں۔ اس سے ظاہر ہو گیا کہ اگر فرشتوں کی تلواریں کبھی ہوئی تھیں تو مرزا صاحب کے لئے تھیں نہ ڈاکٹر صاحب پر۔ اب خواجہ صاحب کہیں کہ آپ کے مُرشد جو اللہ تعالیٰ کا یہ قول بیان کرتے ہیں کہ عبدالحکیم کے روبرو فرشتوں کی تلواریں کبھی ہوئی ہیں یہ خدا پر صریح افترا ثابت ہوا یا نہیں۔ اگر ڈاکٹر صاحب پر تلواریں کبھی ہوئیں تو وہ ضرور مرزا صاحب کے روبرو مرتے۔ اُن کی دعا کا نتیجہ جو کچھ ہوا وہ بھی ظاہر ہو گیا۔ الحاصل اب اس پر نظر کرنا چاہئے کہ اس پیشین گوئی کے بعد دونوں میں سے پہلے کون شخص نابود ہوا مرزا صاحب یا ڈاکٹر صاحب یہ تو ذہن بنا دیکھ رہی ہے کہ مرزا صاحب کو نابود ہوئے برہمن گدڑ چکپن اور ڈاکٹر صاحب نہایت خیر خوبی سے بیٹھے ہوئے نصائیف کر رہے ہیں۔ خواجہ صاحب بھی

یہ مضمون ۱۶ اگست ۱۹۷۶ء مطابق ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۹۶ھ کو مرزا صاحب نے
 مشہر کیا تھا اور حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۹۶-۹۸ میں بھی ہے۔ صفحہ ۹۷ کے حاشیہ
 سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ پیشینگوئی عبدالحکیم خان کی نسبت ہے۔ اس عبارت
 میں خدا کے مقبول بندوں کی نین علامتیں بیان کی ہیں اور پانچویں جملے میں
 عبدالحکیم خان کو ڈرایا ہے اور چھٹے جملے میں دُعا ہے اب طالبین حق دیکھیں کہ
 خدا کے مقبول بندوں کی جو نین علامتیں بیان کی ہیں اُن میں سے کوئی علامت
 مرزا صاحب میں نہیں پائی گئی۔ کوئی بادشاہ اور صاحب جبروت اُن کا معتقد نہیں
 ہوا۔ ہندوستان میں ایک بادشاہ نظام دکن صاحب جبروت ہیں (خدا اللہ عظمیٰ)
 اُن کے پاس صحیفہ اور رسالے بھیجے انہوں نے توجہ بھی نہ کی خواجہ کمال الدین
 صاحب سحر و سفارش کے ساتھ بہت اُمیدیں لیکر حیدرآباد پہنچے مشکل و مانع
 رسائی ہوئی اور اُن کا لکچر قرار پایا مگر شاہ دکن نے اُن کے کلام پر کیسی گرفت کی
 اور متنفر ہو کر اٹھ گئے۔ نواب رام پور نے مناظرہ کرایا اور مرزا صاحب سے متنفر
 ہوئے خصوصاً مرزا صاحب کے اس شعر پر یہ

کر بلا ایست سیر ہر آنم صد حسین است در گریبا نم
 اس میں شبہ نہیں کہ اس شعر میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی ایسی بے ادبی
 کی ہے کہ مسلمان کو خصوصاً عاشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسے سُنکر
 تھل کر نا دشتوار ہے۔ ان کے سوا کسی اور صاحب جبروت تک نہ مرزا صاحب
 کی رسائی ہوئی نہ اُن کے کسی مرید کی۔ تیسری اور چوتھی علامت کا نہ پایا جانا بھی
 ظاہر ہے۔ سلامتی کے شہزادہ ہونے کی یہ حالت ہے کہ اپنے سخت مخالفوں کے
 روبرو باوجود علانیہ و عا کر نے کے سلامت نہ رہے اور اُن کے روبرو ہلاک
 ہو گئے اس لئے مغلوب بھی ہوئے۔ اور مناظرہ اور مبالغہ کا بہت کچھ غل مجھایا مگر

بھی ملاحظہ ہوں۔ مرزا صاحب کے سخت مخالف ایک

(۳) مولوی عبدالحق صاحب غزنوی و امرت سری بھی ہیں ان کی متعدد تحریریں مرزا صاحب کی تکذیب میں چھپی ہوئی موجود ہیں یہ وہ بزرگ ہیں جن سے مرزا صاحب نے مباہلہ کیا ہے اور ضمیمہ انجام آتم میں بہت سخت الفاظ سے انھیں بار بار یاد کیا ہے اور اپنا غیظ و غضب بہت کچھ دکھایا ہے۔ اس مباہلے اور غیظ و غضب کا نتیجہ یہ ہوا کہ مولوی صاحب کے سامنے مرزا صاحب کو ہلاک ہوئے کئی برس ہو گئے اور مولوی صاحب بفضلہ تعالیٰ بخیر و خوبی اب تک موجود ہیں۔

(۴) مولوی محمد حسین صاحب پٹالوی یہ ابتداء زمانہ میں مرزا صاحب کے دوست تھے اور ان کی شہرت کے زیادہ تر یہی باعث ہوئے ہیں مگر جب مرزا صاحب کے دعوے حد سے زیادہ ہونے لگے اس وقت اسلامی حیت سے یہ مخالف ہو گئے اور مرزا صاحب کے کفر پر فتوے تمام دنیا سے آپ ہی نے لکھوایا اور جس رسالہ اشاعت السنۃ میں مرزا صاحب کی اور انکی براہین کی بہت کچھ تعریف کی تھی انہیں ان کے غلط دعوؤں کا برسوں اظہار کرتے رہے اور بہت کچھ الزامات دے مگر انہیں تو مخالفت کے بعد زمینداری مل گئی سرکار انگلشیہ نے ان کی عزت کی اور اب تک بخیر و خوبی زندہ ہیں اور مرزا صاحب کو مرے ہوئے سات برس سے زیادہ ہوئے انکے بڑے خلیفہ بھی مر گئے۔

(۵) مولوی سید مہر علی شاہ صاحب سجادہ نشین گولڑہ ٹاک پنجاب۔ یہ بھی سخت مخالف اور مقابل مرزا صاحب کے رہے۔ پنجاب میں انکے ماننے والے بہت ہیں اور کثرت سے وہاں کے مسلمان ان کے مرید ہیں مرزا صاحب کے دعوؤں کی رد میں آپ نے دو کتابیں لکھی ہیں (۱) سیف چشتیائی (۲) شمس الہدایۃ مرزا صاحب نے آپ سے مناظرہ کر نیکا

اسے خوب جانتے ہوں گے اب وہ فرمائیں کہ ڈاکٹر صاحب سے زیادہ مرزا صاحب کی توہین اور مقابلہ کس نے کیا؟ اس کے بعد وہ بتائیں کہ اسقدر سخت توہین اور مخالفت کا اثر ڈاکٹر صاحب پر کیا ہوا؟ کیا ان کو زندہ اور عمدہ حالت میں دیکھ کر بھی آپ کی دلی صداقت یہی کہے جائے گی کہ جنہوں نے مرزا صاحب کی توہین پر کمر باندھی خدا تعالیٰ نے انھیں ذلیل و خوار کیا اور مرزا صاحب کے سامنے وہ ہلاک ہوئے۔ کیا صداقت کے مبلغ ایسے ہی ہوا کرتے ہیں۔ تبلیغ کا دعویٰ کر کے ایسی صریح و روع بیائیاں کسی راست باز سے ہو سکتی ہیں؟ ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ اسے تو دنیا دیکھ رہی ہے کہ ڈاکٹر صاحب زندہ موجود ہیں اگر کسی کو شک ہو تو پنجاب جا کر دیکھ لے۔ نہایت تعجب ہو کہ اسلام صبیہ پاک اور سچا مذہب جس میں جھوٹ سب سے بزرگناہ سمجھا گیا ہے جسکی نسبت جناب رسول مصطفیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مسلمان جھوٹ نہیں بولتا۔ خواجہ صاحب جنکی طرف سے تبلیغ کر رہے ہیں انہیں نبوت کا دعویٰ ہے اور بہت باتیں صحیفہ آصفیہ میں ان کی نسبت ایسی بیان کی ہیں کہ وہ نبی اور رسول ہی کی شان ہو سکتی ہو دوسروں کی نہیں ہو سکتی۔ غرض کہ خواجہ صاحب ایک نبی کے صحابی ہیں۔

اور مرزا صاحب کے قول کے بموجب انھیں یہ بھی دعوے ہو گا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں داخل ہیں اگرچہ وہ زبان سے نہ کہیں اور اسلام کے سچے خیر خواہ بننا چاہتے ہیں اور اشاعت اسلام کرنے کے مدعی ہیں۔ بائیںہ اپنے مرشد کی تعریف میں ایسا صریح کذب اپنے رسالہ میں لکھ کر بڑے فخر سے شائع کر رہے ہیں اور اپنے مرشد کی جلالت دکھا رہے ہیں۔

کیا انہوں نے سب کو ناواقف اور بیوقوف سمجھ لیا ہے؟ ایسا نہیں ہو سکتا۔ ایسی عظیم الشان اسلامی ریاست میں۔ اس دروغگوئی کے ثبوت میں اور مثالیں

کہ اللہ تعالیٰ نے ایک مجدد الوقت امام کو مبعوث فرمایا جس نے سالہا سال کی محنت شاقہ سے ایک جماعت کو قرآن پر عمل کے لئے قائم کیا۔

اب معززین حضرات اس قول کی صداقت کا اندازہ کر لیں اور ملاحظہ کریں کہ حکیم نور الدین صاحب اور خواجہ صاحب اس جماعت کے سر دفتر اور اول وجہ کے عمل کرنے والے ہیں مگر انہوں نے ایسا صریح جھوٹا دعوے مشہر کیا جس کا کذب ہر وقت تک معائنہ اور مشاہدہ ہو رہا ہے اب خواجہ صاحب سے دریافت کیا جائے کہ قرآن مجید پر عمل کرنے والے ایسے ہی ہوتے ہیں۔ ایسی ہی جماعت مرزا صاحب نے قائم کی ہے افسوس صد افسوس۔

مولانا! اب فرمائیے اور ہمارے شاہ و کن زاد ہم اللہ عزاً و منزلاً سے بھی استمراج لیجئے کہ جب قدر لکھا گیا ہے وہ خواجہ صاحب اور ان کے مرشد کی حالت معلوم کرنے کے لئے کافی ہے یا نہیں؟ میرے خیال میں تو نہایت کافی ہے۔ اور اگر آپ یا ہمارے فرمانروائے و کن یا اور معززین اس سے زیادہ کے خواہشمند ہوں تو یہ فقیر اسلامی خدمت اور مسلمانوں کی خیر خواہی کے لئے حاضر ہے۔

اس میں کسی واقفکار ذی علم کو کسی طرح کا تردد نہیں ہو سکتا کہ صحیفہ آصفیہ میں جب قدر دعوے کئے گئے ہیں اور مرزا صاحب کی تعریف کی گئی ہے وہ بالکل غلط اور محض جھوٹ ہے۔ ہر بحث میں ایک مستقل رسالہ لکھا جاسکتا ہے اور ان کی غلطی اور کذب بیانی اسی طرح ظاہر ہو سکتی ہے جس طرح دوسرے نمونہ میں دکھائی گئی۔ کیا خوب ہو کہ جن اہل علموں کے نام میں نے لکھے ہیں ان میں سے کسی کو ہمارے شاہ و کن خلداً للہ مملکۃ بکار خواجہ صاحب کے کذب کا معائنہ فرمالین۔ اور

بہت غل مجایا تھا اور شاہ صاحب کے پاس خطوط اور اشتہار چھپوا کر بھیجے۔ شاہ صاحب آمادہ ہو گئے۔ اور تاریخ ۵ ماہ اگست سن ۱۲۵۷ء کو لاہور میں مناظرہ قرار پایا۔ اور پیر صاحب مدوح ۲۴ تاریخ کو سیالکوٹ سے لاہور پہنچ گئے مگر مرزا صاحب نہ آئے بہت کوشش کی گئی۔ کئی روز تک علما اور معززین رؤسائے اطراف کا بڑا مجمع رہا اور ان کے مریدوں نے بھی تاریخ پر تاروئے مگر مرزا صاحب ایسے دم بخود ہو گئے کہ صدائے درخواست کا مضمون ہوا اس کی مفصل کیفیت لائق دید ہے جس سے مرزا صاحب کی حالت اور بہت سے اُن کے مخالفین فائزین کے نام معلوم ہو سکتے ہیں اور خواجہ صاحب کی اس صریح کذب بیانی پر خوب روشنی پڑ سکتی ہے۔ بطور نمونہ پانچ اہل علموں کے نام میں نے بیان کئے ہیں یہہ پانچوں حضرات جن کا نام میں نے لکھا ہے مرزا صاحب کے سخت مخالف رہے اور اب تک مخالف ہیں اور ایسے مخالف رہے کہ ان سے بڑھکر کوئی مخالف نہیں ہوا۔ اگر ہوگا تو اتنا ہی ہوگا۔ مگر خدا کے فضل سے ہر ایک بخیر خوبی اب تک موجود ہے اور مرزا صاحب ہی ان کے روبرو ہلاک اور نابود ہو گئے۔

اب خواجہ صاحب کی اس صحت بیانی پر نظر کیجئے جو صلاہ میں نہایت عموم کے ساتھ لکھتے ہیں۔

کہ جو آپ کے مقابل آیا ہلاک ہوا۔ کیسا صریح اور علانیہ جھوٹ ہے۔ اسکے مطالعہ کے بعد مرزا صاحب کے خلیفہ اول حکیم نور الدین صاحب کا وہ قول ملاحظہ کیا جائے جو صحیفہ آصفیہ کے اول اپنے خط کے صریح میں لکھتے ہیں

لے یہ کیفیت دوسری مرتبہ عمدۃ المطالع مکتوب میں رسالہ کی صورت میں انجم کے ہمراہ رمضان سن ۱۲۵۷ء میں بھی ہے حق غماں کا نام ہے ہمیں بہت مخالفین کے نام ہیں جو کامیاب ہوئے اور مرزا صاحب ان کے روبرو ہلاک ہوئے ۱۲

ہندوستان میں بلائیں آنکی وجہ

مولانا! ایک ضروری بات کہنی رہ گئی اُسے بغور ملاحظہ کیجئے۔ خواجہ صاحب نے اس زمانہ کی نیرنگی دکھا کر مسلمانوں کو اس طرف متوجہ کرنا چاہا ہے کہ مرزا صاحب کے وجود کے وقت سے اور بالخصوص اُن کے دعوؤں کے زمانے سے دنیا پر خصوصاً ہندوستان پر اقسام اقسام کی آفتیں آئیں اور آ رہی ہیں کسی وقت اسن نہیں ملتا۔ کبھی طاعون ہے کبھی ملیریا ہے کسی وقت مہیضہ کی شدت ہے کہیں زلزلہ ہے طوفان ہے فحطہ ہے یہ سب مرزا صاحب کے قدم کی برکت ہے (مرزا صاحب جس طرح اور کمالات میں بے نظیر ہیں اس طرح دنیا پر بلائیں اور مصیبتیں لانے میں بے مثل ہیں اس تیرہ سو برس میں کسی مجدد کے وقت یہ مصیبتیں نہیں آئیں۔ اب وہ فرماتے ہیں کہ یہ سب بلائیں مرزا صاحب کے زمانے کی وجہ سے آ رہی ہیں خصوصاً حیدرآباد کے طوفان کا ذکر ہمارے شہر یار دکن اور معرین حیدرآباد کے ڈرانے اور دھمکانے اور مرزا صاحب کی طرف متوجہ کرنے کا ایک ذریعہ انھیں ملتا آیا ہے۔

اس کی حقیقت کھولنے کے لئے تفصیلی طور سے تاریخی واقعات بیان کرنے کی ضرورت ہے اور اس کے دکھانے کی کہ دنیا کے دانشمندان نے اپنے اپنے خیال کے بموجب تغیرات عالم کے اسباب بیان کئے ہیں مگر اس میں طول ہو جائے گا۔ کیونکہ اس میں دکھایا جائے گا کہ صحابہ کرام کے وقت

کامل طیر سے ان کی حالت سے واقف ہو جائیں۔ اور یہ تو ظاہر ہے کہ جس شاہد یا مبلغ کا دروغ ایسے بین طریقہ سے ثابت کر دیا جائے تو نہ دنیاوی سرکار میں اُس کا کوئی قول لائق اعتبار رہ سکتا ہے نہ دینی سرکار میں۔

اب یہیں اُمید نہیں کہ کوئی فہمیدہ تعلیم یافتہ ہم سے ناخوش ہوں کیونکہ جو کچھ میں نے لکھا ہے اُس کا گویا معائنہ کر دیا ہے۔ اب اگر کوئی متوجہ نہ ہو تو اُسے اختیار ہے با اہمہ اگر بعض تعلیم یافتہ ہم سے ناخوش ہوں تو مجبوری ہے مگر یہ سمجھ لیں کہ ڈاکٹر اور طبیب مرض کو تشخیص کر کے دوا دیتا ہے اب اگر مریض کو یا اُسکے نادان ہوا خواہوں کو دوا ناپسند ہوا اور ڈاکٹر کو نا ملائم کلمات کہے اور اُس کی نہ سنے اور اُسکے کہنے پر عمل نہ کرے تو وہ جلد ہلاک ہوگا۔

اگر خواجہ صاحب کے مرشد کی حالت اور زیادہ معلوم کرنا ہو تو دوسری شہادت آسمانی اور فیصلہ آسمانی درباب سیح قادیانی ہر سہ حصہ ضرور ملاحظہ فرمائیں ۔ ع

بر رسولان بلاغ باشد و بس



قادیانی رسول کے تختہ گماہ میں نزول اجلال فرما کر ایک مہینے کے اندر بہتوں کو فنا کر دیا۔ اس وقت مرزا صاحب کی فریب آمیز باتیں بنانی قابل دیدیں جب یہ آسمانی آفتیں سب میں مشترک ہیں تو یہ ہرگز نہیں کہہ سکتے کہ یہ آفتیں اون کے نہ ماننے کی وجہ سے ہیں اگر ایسا ہوتا تو وہ قاطعاً انہیں ضرور بچاتا جو

مرزا صاحب کو مان چکے تھے۔ جس طرح طوفان نوح کے وقت بین منکرین ڈوبے اور جب قریب ایمان لائے تھے وہ سب محفوظ رہے۔ کیونکہ اگر وہ آفت کسی عالی شان بزرگ کے نہ ماننے کی سزا ہے تو جو اس جسم سے محفوظ ہیں ان پر وہ سزا نہیں ہو سکتی۔ اس کے علاوہ منکرین کے سامنے ماننے والوں کی ایسی عود کرنا ہدایت کا نہایت عمدہ طریقہ ہے اگر لوگ بے درپے اس حالت کو دیکھتے تو ہزاروں کیا لاکھوں ان کے ماننے پر ٹوٹ پڑتے مگر ایسا نہیں ہوا جس سے ثابت ہوا کہ ان کا ماننا دنیا میں بھی نافع نہ ہوا۔ اور یہ بلا میں ان کے نہ ماننے کی وجہ سے نہیں ہیں۔

ہندوستان میں بلائیں
آنے کی اصلی وجہ۔

اس لیے اب یہ فقیر کہتا ہے کہ بلاؤں کا آنا اس وجہ سے ہوا اور ہر ماہ جو کہ لے کشتی نوح کا صفحہ ۲ و ۱۰۰ دیکھا جائے صفحہ ۲ میں اس پیشین گوئی کو مقید کرتے ہیں اور لکھتے ہیں گلیے لوگ جو اپنے عہد پر پوری طور پر قائم نہیں یا ان کی نسبت اور کوئی وجہ مخفی ہو جو خدا کے علم میں ہو ان پر طاعون وارہ ہو سکتا ہے۔

یہ دونوں باتیں قابل لحاظ ہیں اگر طاعون میں تمام قادیان تباہ ہو جائے تب بھی مرزا صاحب پر کوئی الزام نہیں آسکتا۔ کیونکہ خدا کے علم میں مخفی وجہ تو ایسی عام ہے کہ پیشین گوئی کرنے والا کسی طرح جھوٹا نہیں ہو سکتا اس طرح کی پیشین گوئی ہر شخص کر سکتا ہے مگر یہ خواجہ صاحب کے مُرشد ہی کی ہمت ہے کہ ایسی فریب آمیز پیشین گوئی کر کے مکان فراغ کرنے کے لئے چندہ مانگتے ہیں رسالہ مذکورہ کا صفحہ ۶، دیکھا جائے۔ ۱۲

۱۳۔ یعنی نہ ماننے والوں پر بلا میں آتین اور ماننے والے محفوظ رہتے۔

سے لیکر اس وقت تک مثلاً طاعون کس کس وقت ہوا اور کس زور و شور سے ہوا۔ اور کون کون اور کتنے مقبولانِ خدا اور اُن کی اولادینِ امین شہید ہوئیں اور طوفان کیسے کیسے آئے اور وہ آفتیں کس وجہ سے آئیں اُس وقت میں کسی مجدد اور مسبوث کا انکار اس کا باعث ہوا۔ یا اس وقت کوئی مدعی نہ تھا۔ مگر سخت آفت آئی۔ یہ ایک طولانی بحث ہے اسلئے اس وقت میں لکھنا نہیں چاہتا بلکہ صرف یہ کہتا ہوں کہ اس میں شبہ نہیں کہ مرزا صاحب کے دعوے کے وقت ان بلاؤں کی ابتدا ہوئی اور حبقدر اُن کی کوشش اور شہرہ زیادہ ہوتا گیا اور اُن کے ماننے والوں کا دائرہ وسیع ہوتا گیا۔ اُس بقدر اقسام کی فتنیں زیادہ ہوتی گئیں۔ اور جاننے والے خوب واقف ہیں۔ اور معائنہ کر نیوالے دیکھ رہے ہیں کہ یہ تمام آفتیں عام ہیں امین مرزا صاحب کے ماننے والے اور نہ ماننے والے سب شریک ہیں کسی قسم کا امتیاز نہیں ہے۔ سب کے لئے طاعون ہے اور سب کے لئے محظ ہے اور بیماریاں ہیں جس طرح نہ ماننے والے مبتلا ہوئے اور ہوتے ہیں اُسی طرح اُن کے ماننے والے بھی۔ جس طرح بعض وقت بہت مسلمان اور خاص مقامات مثلاً طاعون کی آفت سے محفوظ رہے اور اب تک محفوظ ہیں۔ اسی طرح قادیان بھی کچھ عرصہ تک محفوظ رہا جسکی وجہ سے مرزا صاحب نے پیشینگی کرنا شروع کر دی اور اپنے مکان کے وسیع کرنے کے لئے چندہ مانگنے کا انہیں موقع مل گیا اور خوب زور سے دعویٰ کیا کہ قادیان طاعون سے محفوظ رہے گا کیونکہ یہ اُس کے رسول کا تحت گاہ ہے (دافع البلاء ص ۱۱)

امین صاف طور سے رسولِ خدا ہونے کا دعویٰ ہے۔ مگر انکی پیشینگیوں اور ایسا عظیم اِشان دعویٰ غلط ثابت ہوا اور ایک وقت ایسا آیا کہ طاعون نے

ہی عرصے میں مسلمانوں میں کئی گروہ ہو گئے تیرہویں صدی کے وسط میں علی محمد یانی ایران میں ہوا اس نے ہندی ہونے کا دعویٰ کیا عبد البہا اس کا خلیفہ تمام یورپ اور ایشیائے کوچک میں اپنا مذہب پھیلانا ہے ہندوستان میں بھی اُسے مسلمان مان رہے ہیں رنگون۔ کلکتہ۔ بمبئی۔ پچھپہرہ وغیرہ میں اُسکے ماننے والے موجود ہیں پنجاب میں ایک گروہ قرآنی ہے دوسرا گروہ قادیانی ہے ان میں کئی گروہ ہو گئے ہیں۔ یہ سب گروہ اسلام کا نام لیکر اور مسلمانوں کو متوجہ کر کے اسلام کو پٹ وینا چاہتے ہیں۔ مگر خاص ہندوستان میں قادیانی گروہ کی زیادہ کوشش ہے۔ اسلئے اس گروہ کے لوگ یہاں زیادہ ہیں اور اپنے مذہب کی اشاعت میں اور مسلمانوں کے ایمان تباہ کرنے میں نہایت کوشاں ہیں۔

اُب ہمارے برادران اسلام میں تین طبقے کے لوگ ہیں علما۔ ائمراء عامہ مسلمین۔ ان میں سے بجز معدود حضرات کے کسی کو توجہ نہیں دیکھی گئی اور نہ کسی نے تو کہہ دیا کہ بے حقیقت ہیں توجہ کرنے کے لائق نہیں ہیں۔ بعض اوروں نے بھی ایسا ہی کہہ دیا۔ تعلیم یافتہ کہنے لگے کہ کلمہ گو ہیں ان لڑائی فضول ہے۔ مان پنجاب کے بعض اہل علم کچھ دنوں متوجہ رہے۔ اور بعض اب بھی کچھ کرتے ہیں مگر ان کی کوشش ایسی نہیں ہے کہ ساری دنیا یا تمام ہندوستان ہی کے لئے کافی ہو با اینہم جو انہوں نے کیا اور کر رہے ہیں لائق آفرین ہے مگر اس میں شبہ نہیں کہ وہ کوشش محض ناکافی ہے۔

وہ ضروری اجازت
بے توجہی ہوئی

ہندوستان کے علما کو چاہئے تھا کہ متفق ہو کر مختلف مقامات پر اس فتنہ کے فرو کرنے کی تدبیریں کرتے رسائل تصنیف کئے جاتے۔ اخبار رسالے ہفتہ وار۔ ماہوار جاری ہوتے ان میں شایستہ طور سے مضامین ہدایت

مسلمانوں کو دینی امور کی طرف توجہ نہیں رہی خصوصاً اس فتنہ عظیم کے دفع کرنے میں نہ پہلے کوشش کی اور نہ اب کرتے ہیں۔ اور کوشش کرنا کیا معنی ادھر انہیں خیال بھی نہیں ہوا اور نہ اب تک ہے۔ اُس گروہ کی کوشش کو دیکھئے کہ تمام دنیا میں اُن کی طرف سے تبلیغ کرنے والے مرد اور عورتیں پہرتی ہیں اور سب کو وہ تنخواہ دیتے ہیں۔ خواجہ صاحب کو دیکھئے کہ ساری دنیا میں دورہ کر رہے ہیں اور کس ترکیب سے چندہ وصول کرتے ہیں اور مسلمانوں کو دھوکا دے رہے ہیں۔ ہماری طرف سے دو چار شخص بھی اس فتنہ کو روکنے کے لئے اور نادانوں کو سمجھانے کے لئے کوئی مقرر نہیں کرتا۔ مان خواجہ صاحب کو ہزاروں روپیہ دیا جاتا ہے اس خیال پر کہ وہ تبلیغ اسلام کریں گے مگر یہ خیال نہیں کرتے کہ اُن کے مرشد نے باوجود عظیم اُستان و دعویٰ کے اور اس کہنے کے کہ میں تثلیث پرستی کے ستون کو توڑ دوں گا مگر کچھ نہیں کیا دس میں تثلیث پرست بھی اُن کی وجہ سے مسلمان نہ ہوئے۔ خواجہ صاحب کے پیر مرشد (جنہیں وہ مسیح موعود کہتے ہیں) جب اُن کے دعوے غلط ثابت ہوئے اور معلوم ہوا کہ وہ سب دعوے اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے تھے تو ان کے مرید کے دعوؤں پر کون صاحب عقل واقفکار عطا کر سکتا ہے۔ اے حضرات مسلمانوں کو اسلام پر قائم رکھنا بہت زیادہ ضروری ہے اس سے کہ غیر مسلمانوں کو مسلمان بنایا جائے اسپر غور کرو۔ کہ مرزا صاحب کے فتنہ کی وجہ سے حقیقی اسلام میں کس قدر رخنہ ہو رہا ہے اور اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ مسلمانوں کو دینی امور کی طرف توجہ نہیں ہے صحبت کے اثر نے دل کو مُردہ کر دیا ہے۔ حق و باطل میں انہیں تمیز و شعور ہو گئی ہے اس وجہ سے ٹھوکر

۱۔ حقیقۃ المسیح میں اسکی تفصیل لکھی ہے اور والدین کی ایک جگہ لکھا ہے ۱۹۰۱ء میں لکھا گیا ہے اور چھپائی میں بھی لکھی ہے اچھی طرح لکھی ہے ۱۲

جیسے شخص کی ضرورت تھی اور ہے وہ اور قسم کے حضرات ہیں۔ دیکھا جائے کہ خواجہ صاحب ایک ہی شخص ہیں اور اُن کے چند بخیال اُن کے معین ہو گئے ہیں اسلئے باوجود وضو کا دینے کے حیدر آباد جیسی اسلامی ریاست میں مسیح قادیانی کی مسیحیت کا رنگ جانے کی کوشش کی اور اپنی خاص مصلحت کی باتیں بنا کر مسلمانوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے میں زور لگایا مگر الحمد للہ کہ ہمارے فرمانروائے دکن (دام اقبالہ و حشمۃ) نے اُن کی فریب آمیز باتوں کا احساس کر کے اُن کا رنگ جمنے نہ دیا اور ناکام تشریف لے گئے۔

اب میں نہایت خیر خواہی سے کہتا ہوں کہ اگر اب بھی اپنے دین کے سنبھالنے میں کوشش نہ کی اور مرزا محمود صاحب یا خواجہ صاحب کی چرب زبانی اور لٹرائیوں میں آگئے تو مرنے کے بعد جو آفتیں دیکھیں گے انہیں تو وہ خود ہی معائنہ کریں گے اور برداشت کریں گے۔ مگر نہایت خوف اس کا ہے کہ عجب نہیں کہ دنیا ہی میں پھر ویسی ہی بلایا اُس سے بھی کچھ زیادہ آئے جیسی ابھی ہے۔ کیونکہ آفتیں دیکھ کر بھی متوجہ نہیں ہوتے اور عبرت نہیں پکڑتے اپنے ہی خواہوں کی باتوں کو دل سے نہیں سنتے۔

خواجہ صاحب کے مرشد کی باتیں ایسی نہیں جنکے غلط ہونے میں کسی قسم کا تردد ہو۔ ذرا خوف خدا دل میں لا کر وہ رسائے دیکھیں اور انہیں شائع کریں۔ جنہیں مرزا صاحب کی حالت کو آفتاب کی طرح روشن کر کے دکھایا ہے اُن رسالوں کو دیکھ کر معلوم کریں گے کہ مرزا صاحب نے اسلام کی خیر خواہی میں کیسے کیسے دعوے کر کے مسلمانوں کو اپنی طرف متوجہ کیا ہے۔ کہہ ہی کہا کہ میں تثلیث پرستی کے ستون کو لوٹو دوں گا۔ کہہ ہی دعوے کیا کہ سات برس

لکھے جاتے اطراف میں دیہات میں اہل علم عام مسلمانوں کے خیال دُست رکھنے
 کے لئے بھیجے جاتے اور عام اہل اسلام خصوصاً امرا اُن کی مدد کرتے مگر ایسا
 نہیں ہوا اور اس فتنہ کو کسی نے نہیں روکا اور ایک دو شخص کے روکنے کا کام
 تھا بھی نہیں۔ اسلئے یہ بلائیں آئیں اور آ رہی ہیں۔ حیدر آباد میں خاص
 طور کا طوفان آیا۔ جبکا اثر تمام رعایا پر ہی نہیں پڑا بلکہ وہاں کے بادشاہ رعایا پر
 پر بھی بہت کچھ اثر ہوا۔ اسکی وجہ یہی ہوئی کہ وہاں کے فرمانروا مسلمان تھے۔
 وہاں کے مقتدر محرزین بھی دربارِ رحمتہ للعالمین کے خدام اور اُن کے مقدس
 مذہب کے خادوم اور ماننے والے ہیں۔ انہیں ہر طرح کی قدرت تھی کہ اس فتنہ
 کے فرو کرنے کی طرف متوجہ ہوتے اگر وہ چاہتے تو تمام ہندوستان میں اثر
 پھیلا کر اس فتنہ کو روکتے اور کم از کم ادنیٰ مرتبہ یہ تھا کہ اپنی ریاست میں اس
 میرزائی فتنہ کو نہ آنے دیتے۔ مگر ایسا نہیں ہوا۔ ایسی عظیم الشان ریاست
 حسین علما اور مشائخ کثرت سے ہیں بجز ایک مخصوص ذات کے کسی نے خیال
 بھی نہ کیا کسی نے وہاں کے ظل اللہ فرمانروا کو اس فتنہ کے فرو کرنے کی طرف
 توجہ نہ دلائی اسلئے اُس گروہ کے بعض حضرات کو یہ بہت ہوئی کہ ایک حیلہ
 بنا کر ریاست میں پہنچے اور ہل چل مچادی اور صحیفہ تقسیم کر کے مگر ایسی کی تبلیغ
 شروع کر دی اُن کے دوسرے برادر جوابِ خلیفہ کہلاتے ہیں قادیان
 سے تحفۃ الملوک پہنچ رہے ہیں۔ یہ سنر زین ریاست کی بے توجہی کا
 نتیجہ ہے۔ البتہ ہمارے مولانا محمد انوار اللہ خاں صاحب بہاؤر نے
 ہمت کی اور بڑی کتاب لکھی اور بہت کچھ صرف کیا اللہ تعالیٰ انہیں جزاؤں خیرے۔
 مگر اس کام کے لئے جو باتیں ضروری تھیں اُن کی طرف مولانا کو بھی خیال
 نہیں ہوا۔ اور یہ کام بھی ایک شخص کے کرنے کا نہیں ہے۔ اس کے علاوہ

طور سے انہیں کی کتابوں سے نقل کرتا ہوں مگر طوالت کے خیال سے انکی پوری عبارت نقل نہیں کی گئی مختصر دعویٰ لکھا گیا ہے۔ صرف ان دعویوں سے ان کی حالت معلوم ہو جائے گی مرزا صاحب نے آہستہ آہستہ اپنے دعویوں میں ترقی کی ہے جبکہ مسلمان انہیں مانتے گئے اسی قدر وہ دعویوں میں ترقی کرتے گئے۔

مرزا صاحب کے دعویٰ

- (۱) پہلے مجدد اور امام وقت اور مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ تھا اور مسیح موعود ہونے سے انکار (ازالۃ الاوام)
- (۲) اُس کے بعد مسیح موعود ہونے کا دعویٰ ہوا (ایضاً) اوطلی اور جزئی نبوت کے مدعی ہوئے (توضیح مرام)
- (۳) یمن تمام امت محمدیہ سے افضل ہوں مرتبہ نبوت میرے سوا کسی کو نہیں دیا گیا۔ (حقیقۃ الوحی ص ۳۹)

یعنی حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ اور حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ رضی اللہ عنہم اور حضرت محبوب بھائی غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ وغیرہ اولیاء کرام سے بہت بڑھ کر ہوں قرۃ العینین رسول الثقلین حضرات امامینؓ کی نسبت تو اپنی فضیلت اس طرح بیان کی ہے جس سے جگر گوشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تحقیر تو ہوتی ہی ہے بلکہ اُس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس کہنے والے کو حضرت سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کچھ واسطہ نہیں ہے۔ مثلاً اُکا

کے اندا سلام میں نمایاں ترقی میرے سبب سے نہ ہو تو میں جھوٹا ہوں۔ اس کہنے کے بعد بارہ برس زندہ رہے مگر جو کچھ کیا وہ دنیا دیکھ رہی ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ ان کے مرید کو ویسا ہی خیال نہ کیا جائے جو رسالے ان کی حالت کے بیان میں لکھے گئے ہیں ان میں فیصلہ آسمانی ہر سہ حصہ اور حقیقۃً المسیح اور دوسری شہادت آسمانی۔ اگرچہ چھوٹے چھوٹے رسالے ہیں مگر نہایت کافی ہیں۔ البتہ ہزار و ہزار کے چھپنے سے کیا ہوتا ہے ہندوستان میں سات کروڑ مسلمان شمار کئے جاتے ہیں۔ پھر ایسی عظیم الشان جماعت کے لئے یہ مقدار کیونکر کافی ہو سکتی ہے۔ مولانا محمد انوار اللہ خاں صاحب کی افادۃ الافہام بڑی کتاب ہے یہ کتاب مرزا صاحب کے مایہ فخر رسالہ ازالۃ الالہام کا نہایت ائمہ جواب ہے۔ مگر افسوس یہ ہے کہ اسکے بڑے ہونے کی وجہ سے لوگ دیکھتے ہی نہیں۔

آخر میں یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ صاحب کے مُرشد مرزا صاحب کے چند دعوے نقل کئے جائیں جن سے ان کی محل حالت معلوم ہو سکے اور اگر مرزا صاحب کی مفصل سوانح عمری معلوم کرنی ہو تو حکیم منظر حسین صاحب سیالکوٹی نے ایک کتاب لکھی ہے چودہویں صدی کا مسیح اس کا نام ہے اُسے دیکھیں۔ چونکہ اس وقت میں اکثر حضرات کو خصوصاً نئے تعلیم یافتوں کو ناول دیکھنے کا زیادہ شوق ہے اسلئے حکیم صاحب نے اُن صحیح واقعات کو ناول کے طریقہ سے لکھا ہے قابل دیدر سالہ ہے پانچ سو صفحے سے زیادہ کا ہے اُسکے دیکھنے سے خواجہ صاحب کے مُرشد کی پوری حالت معلوم ہو جاتی ہے نہایت مناسب اور باعث اجر عظیم ہے کہ ہمارے شاہ و کن اُسے طبع کرا کے اپنی ریاست میں مشتہر کریں۔ میں یہاں مرزا صاحب کے بعض دعوے مختصر

صاحب کے
کی سوانح عمری

اس میں غور کرو۔ کہ وہ کس مُصیبت سے مارے گئے اور ہم کس عیش و آرام میں ہیں۔ اسی قسم کے اور بھی اشعار میں سب کے نقل کرنے سے دل بتیاب ہوتا ہے ان دونوں شعروں نے فیصلہ کر دیا کہ خواجہ صاحب کے پیر مرشد کو جگر گوشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی حضرت امام حسینؑ سے کچھ واسطہ نہیں ہے کیونکہ صاف کہہ رہے ہیں کہ مجھ میں اور مختارے حسین میں بڑا فرق ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت امام حسینؑ ہمارے ہیں اُن کے نہیں ہیں۔ دوسرے یہ کہ حضرت کی مظلومیت کا ہمیں رنج و غم ہے انہیں نہیں ہے۔ مرزا صاحب کو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جگر گوشہ اور آپ کے محبوب جنہیں آپ نے اہل جنت کا سردار فرمایا ہے اُن سے واسطہ نہیں ہے تو نہایت روشن ہو گیا کہ انہیں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی دلی رابطہ نہیں ہے۔ نہایت ظاہر ہے کہ اگر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے دلی رابطہ ہوتا تو آپ کے نواسۃ کی نسبت ایسی بے ادبی کے الفاظ اُن کے قلم سے کبھی نہ نکلتے اور اُن کے مقابلہ میں اس طرح اپنی فضیلت کا اظہار نہ کرتے۔ اب دوسرے مقامات پر واسطہ بیان کرنا اور کہیں اپنے کو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ظل کہنا اور کہیں تعریف کرنا صرف اسلئے ہے کہ مسلمان ہماری طرف متوجہ ہوں اور ہمیں اپنا مقتدا مانیں اور ہمارے لئے اپنی جان و مال کو وقف کریں کیونکہ اس وقت تک مسلمانوں کے سوا کسی اہل مذہب نے انہیں نہیں مانا صرف مسلمان ہی اُن کے دام میں آئے اب اگر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کر کے انہیں خوش نہ کریں تو وہ بھی ماتھے سے نکل جائیں مگر کہیں کہیں اُن کا ولی خیال ظاہر ہوتا ہے۔

(ہم، میں خدا کا رسول ہوں۔ صاحب شریعت نبی ہوں۔) (اربعین نمبر ۴)

ایک فارسی کا شعر تو پہلے نقل کیا گیا ہے جبکا مصرع ثانی یہ ہے - ع
 صد حسین است در گریباغم - بھائیو کوئی عاشق رسول جکے دل میں
 سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل عظمت بیٹھی ہو اُس کی زبان قلم سے
 ایسا مصرع نکل سکتا ہے ؟ ہرگز نہیں - اُن کے بعض عربی کے شعر ملاحظہ کئے
 جائیں - ۵

وَقَالُوا عَلَى الْحُسَيْنِ فَضْلٌ نَفْسُهُ أَقُولُ نَعْمُ وَاللَّهُ رَبِّي مَسِيظُهُ
 یعنی ہمارے مخالفین کہتے ہیں کہ مرزا اپنے آپ کو امام حسین رضی اللہ عنہ اور امام حسنؑ پر
 فضیلت دیتے ہیں - میں کہتا ہوں کہ ہاں فضیلت دیتا ہوں خدا کی قسم میرا
 پروردگار عنقریب ظاہر کر دے گا - یعنی میری فضیلت اور بزرگی دنیا پر ظاہر
 ہو جائے گی - خواجہ صاحب فرمائیں کہ اسوقت تک اس پیشینگوئی کا کیا ظہور ہوا
 اہل علم و فہم اس پر غور کریں کہ مقابلہ میں حضرت امین پر اپنی فضیلت کا دعوے
 کر کے یہ کہنا کہ میرا پروردگار اس کو ظاہر کر دے گا یہ ثابت کر رہا ہے کہ ہمارا
 مخالف جن کی فضیلت کو مان رہا ہے جن کی فضیلت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے بیان فرمائی ہے وہ کوئی چیز نہیں ہے مگر اللہ کا پیارا ہون میری
 فضیلت کو وہ عنقریب ظاہر کر دے گا -

دوسرا شعر اُن کا یہ ہے ۵

(۲) وَشَتَانٌ مَا بَيْنِي وَبَيْنَ حُسَيْنٍ فَإِنِّي أُبَيِّدُ كُلَّ إِنٍّ وَأُنْصُرُ
 یعنی مجھ میں اور ہمارے حسین میں بہت فرق ہے - وہ فرق یہ ہے کہ مجھے تو
 ہر لحظہ اللہ کی تائید اور اُس کی مدد ہو رہی ہے -

(۳) فَأَمَّا حُسَيْنٌ فَأَذْكُرُوا وَشَتَّ كَرِيمًا إِلَى نَدْوِ الْأَيَّامِ تُنْبِكُونَ قَانَطُرًا (تفصیل)
 اور تم اپنے حسین کے دشت کر بلا کو یاد کرو - جبکی وجہ سے تم اب تک رویا کرتے ہو

اُس کے رسول نے حدیث میں یہ فرمایا ہے کہ آخری زمانہ کا مسیح یعنی مرزا حضرت مسیح ابن مریم سے افضل ہے ہی طرح تمام انبیاء نے فرمایا ہے اور یہ فرمانا اُن کا اس مسیح کے کارناموں کی وجہ سے ہے یعنی وہ ایسے بڑے بڑے کام کر گیا جو حضرت مسیح ابن مریم نے نہیں کئے اس قول میں چار دعوے ہیں۔

(۱) آخر زمانہ کے مسیح کو اللہ تعالیٰ نے مسیح ابن مریم سے افضل قرار دیا ہے۔
ابن خواجہ صاحب یا مرزا محمود خدا کا وہ کلام دکھائیں جس میں یہ مضمون لکھا ہو۔
قرآن مجید جو ہمارے اور تمام امت محمدیہ کے ہاتھ میں ہے اُس میں تو یہ مضمون کہیں نہیں ہے۔

(۲) دوسرا دعویٰ یہ ہے کہ خدا کے رسول نے اُسے افضل قرار دیا ہے۔ یہ قول کسی حدیث میں ہونا چاہئے اس لئے ہم کہتے ہیں کہ دونوں صاحب وہ حدیث دکھائیں جس میں یہ ارشاد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہو۔ مگر ہم کہتے ہیں کہ قیامت تک کوئی صحیح حدیث نہیں دکھا سکتے جس میں یہ مضمون ہو۔

(۳) تیسرا دعویٰ یہ ہے کہ تمام نبیوں نے بھی کہا ہے کہ آخر زمانہ کا مسیح حضرت مسیح ابن مریم سے افضل ہوگا۔ یہاں بھی ہم اس کہنے پر مجبور ہیں کہ خواجہ صاحب بتائیں کہ وہ تمام انبیاء کا قول کہاں ہے کس زمین و آسمان پر وہ کتاب ہے جس میں تمام انبیاء کا یہ قول لکھا ہے مگر یہاں بھی ہم نہایت استحکام سے کہتے ہیں کہ خواجہ صاحب کیا ان کے تمام معین و مددگار کو شمش کرین توہرگز نہیں دکھا سکتے کیونکہ یہ دعوے اور پہلے دونوں دعوے محض غلط اور بالکل جھوٹ ہیں۔

(۴) آخری زمانہ کے مسیح کے بڑے کارنامے ہوں گے۔ یعنی اسلام کے فائدے کے وہ بڑے بڑے کام کرے گا اور اسلام کو بہت کچھ نفع پہنچائے گا۔
ابن خواجہ صاحب اور مرزا محمود دکھائیں کہ وہ کون سے کارنامے ہیں جو

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اور مجھ میں کچھ فرق نہیں ہے جس نے فرق کیا اُس نے مجھے نہیں پہچانا (سیرۃ الابدال)

جس نے مجھے نہیں مانا وہ کافر و جہنمی ہے۔ پہلے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم اور ظل ہونے کا دعویٰ تھا اُس کے بعد برابری کا دعویٰ ہوا۔ اور متعدد کمیتیں اور بعض حدیثیں جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں آئی ہیں انہیں مرزا صاحب نے اپنے لئے بتایا ہو۔

(۵) بعض انبیاء سے فضل ہوں اس رسالہ میں لکھا گیا ہے کہ مرزا صاحب

کہتے ہیں کہ میں حضرت مسیح علیہ السلام سے ہر شان میں بہت بڑھکر ہوں۔

ابَ خواجہ صاحب فرمائیں کہ انہیں اپنے مرشد کے اس قول پر ایمان ہے

یا نہیں اگر ایمان ہے تو آپ کا یہ کہنا کہ ہم انہیں نبی نہیں مانتے بالکل غلط

ہے آپ ضرور انہیں نبی مانتے ہیں کیونکہ یہ بنائیت ظاہر ہے کہ کوئی غیر

نبی ایسے عظیم المرتبت نبی پر فضیلت نہیں رکھ سکتا آپ جب انہیں حضرت

مسیح سے فضل مانتے ہیں تو انہیں نبی ضرور مانتے ہیں مگر دنیاوی مصلحت

سے دلی اعتقاد کے خلاف ظاہر کرتے ہیں۔

اس دعویٰ کے اثبات میں مرزا صاحب نے حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۱۵۵

میں لکھا ہے کہ جب خدا نے اور اس کے رسول نے اور تمام نبیوں نے

آخری زمانہ کے مسیح کو اُس کے کارناموں کی وجہ سے فضل قرار دیا ہے تو

پھر یہ شیطانی وسوسہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ کیون تم مسیح ابن مریم سے اپنے

تین فضل قرار دیتے ہو۔

اس قول کا صاف مطلب یہی ہو سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں اور

۱۔ اس کی تفصیل مرزا محمود (جواب غلیفہ ہوئے میں) اپنے رسالہ تشخیز الاذیان بابت ماہ اپریل ۱۳۹۷ء میں کہتے ہیں۔

(۶) چٹا دعویٰ یہ ہر کہ میں فضل الانبیاء ہوں یعنی حضرت سید المرسلین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی فضل ہوں۔ مگر چونکہ جانتے ہیں کہ مسلمان اس لفظ کے کہنے سے برہم ہو جائینگے اسلئے صاف طور سے ان لفظوں میں یہ دعویٰ نہیں کیا مگر ان کے اور دعویٰ اور الہامات موجود ہیں جن سے صاف طور سے یہ دعویٰ ثابت ہوتا ہے۔

(۱) اُن کا ایک الہام کہ لَوْ لَکَ لِمَا خَلَقْتُ الْاَفْلاَکَ اور یہ بیان ہوا ہے جبکہ حاصل یہی ہر کہ تمام انبیاء اور اُن کے کمالات میرے طفیلی ہیں کیونکہ اصل مقصود اللہ تعالیٰ کو میرا پیدا کرنا تھا میرا وجود تمام انبیاء اور اولیاء کے وجود کا سبب ہوا۔ اس سے صاف ظاہر ہوا کہ مرزا صاحب کا دعویٰ ہر کہ تمام اشیاء کا وجود میرے طفیل سے ہوا۔ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی داخل ہیں جب سب کا وجود مرزا صاحب کا طفیلی ہوا تو کمالات تو وجود کے تابع ہیں اسلئے وہ بھی طفیلی ہونگے اسکے بعد اسے نظر کچلے کہ مرزا صاحب اپنے الہام کو مثل قرآن مجید کے یقینی بتاتے ہیں تو اب دونوں قولوں کے ملائیے یہ نتیجہ ضرور ہوگا کہ مرزا صاحب کا دعویٰ ہر کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور تمام انبیاء سے فضل ہوں اور میرا افضل ہونا ایسا یقینی ہر جیسے منہائیں قرآن مجید یقینی ہیں۔

(۲) مرزا محمود نے رسالہ حقیقۃ النبوة کے شروع میں نزول المسیح سے مرزا صاحب کے تین شعر نقل کئے ہیں وہ ملاحظہ ہوں ۵

انچہ واد است ہر نبی راجسام (۱) واد آن جام را مرا بہت سام
انبیاء گرچہ بودہ اند بے (۲) من بجز رفان نہ کمتر من کسے
کم نیم زان ہمہ بروئے یقین (۳) ہر کہ گوید دروغ ہست لعین
ان شعروں میں دو طریقے سے مرزا صاحب اپنی فضیلت ثابت کرتے ہیں کیونکہ پہلے شعر میں کہتے ہیں کہ فضل و کمال ہر ایک نبی کو دیا گیا وہ سب مجھے دیا گیا

مرزا صاحب نے دکھائے اور اسلام کو کیا فائدہ پہنچایا اور وہ فائدہ اس قسم کا ہو کہ حضرت مسیحؑ اور دوسرے بزرگوں نے نہ دکھایا ہو۔ آلبتہ مرزا صاحب کے وہ کارنامے جو حضرت مسیحؑ ابن مریم نے نہیں دکھائے وہ چند معلوم ہوتے ہیں ایک یہ کہ حضرت مسیحؑ نے نکاح نہیں کیا۔ اور کسی سے نکاح کرنے کی خواہش بھی ظاہر نہیں کی اور مرزا صاحب نے کئی نکاح کئے اور ایک نکاح کے آرزو میں مر گئے مگر وہ بیوی بیسر نہ ہوئی دوسرے یہ کہ اپنی جھوٹی تعریف میں بہت دفتر سیاہ کئے اور بذریعہ خطوط اور اخبارات اور رسائل اور کتابوں کے اپنے آپ کو بہت کچھ مشہور کیا۔ اور اسی قسم کی باتیں لکھیں جن کا منہ میں نے اس رسالہ میں دکھایا ہے تیسرے یہ کہ متعدد طریقے نکال کر چنیدہ کاغل مچایا مسلمانوں سے روپیہ لیا اور اپنی خواہش میں صرف کیا۔ یہ باتیں البتہ حضرت مسیحؑ نے نہیں کیں اگر ان کا رناموں سے مرزا صاحب افضل ہو سکتے ہیں تو خدا اور اس کے رسول پر افترا پر دازی کے علاوہ عقل انسانی سے بھی دست برداری کرنا ہوگی۔ کیونکہ عقل سلیم ان باتوں کو سچے نبی کے کارنامے نہیں کہہ سکتی بلکہ نفسانی خواہشوں کا پورا کرنا اس کو کہا جاتا جو جس طرح بعض جھوٹے مدعیوں کو کہا گیا ہے۔

اب نواجہ صاحب سے دریافت کیجئے کہ اگر مذکورہ قول کو آپ سچا سمجھتے ہیں تو ان چاروں دعویٰ کو یکے بعد دیگرے ثابت کیجئے اور اگر ثابت نہیں کر سکتے اور اس میں شبہ نہیں کہ: ثابت نہیں کر سکتے کیونکہ یہ دعویٰ بالیقین غلط ہیں پھر ایسے جھوٹے مدعی عباد اور سچ موعود ہو سکتے ہیں؟ انہیں کی تبلیغ صحیفہ آصفیہ میں کی گئی ہے؟ انہیں کے جھوٹے نشانات دکھائے گئے ہیں افسوس صد افسوس ذرا ہوش کر کے جواب دیجئے۔

نہیں ہوں یعنی مجھ میں قدرت نہیں ہو کہ خود معجزہ دکھاؤں۔ یہ تعلیم صریح اُس الہام کُنْ
تَبْکُونْ کے خلاف ہے۔ اس الہام میں تو ہر بات کا اختیار دیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ
اِذَا اَمَرْتُ شَيْئًا اَنْ يَفْعَلَ لَمْ يَكُنْ تَبْکُونْ یعنی جب کسی چیز کے ہو جانیکا تو ارادہ کرے
اور کہہ دے کہ ہو جا وہ فوراً ہو جائیگی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا نہیں کہا گیا
بلکہ تعلیم ہوئی کہ اپنے عجز کا اظہار کرے۔ منو نے کیلئے اس قدر لکھنا کافی ہے جن صاحبو تفصیل
دیکھنا منظور ہو وہ رسالہ دعوی نبوت مرزا دیکھیں اس میں انکے دعوی نبوت کو زیادہ بیان کیا گیا ہے
اس میں شبہ نہیں کہ مرزا صاحب کو نبوت کا بلکہ فضل الانبیاء ہونیکا ایسا صاف و صریح دعویٰ ہے اور
مختلف عنوان سے اس دعویٰ کا اظہار انہوں نے کیا ہے کہ اُن کا ماننے والا اُس سے
انکار نہیں کر سکتا اور جو انکار کرتا ہے وہ پالیسی اور مصلحت ذاتی کی وجہ سے کرتا ہے خواجہ کمال الدین
نے جو صحیفہ پیش کیا ہے اُس سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ خواجہ صاحب انہیں خدا کا رسول مانتے
ہیں اور اگر خواجہ صاحب اُن حدیث کو سچے ل سے مانتے ہیں انہیں بالضرور منہ صاف جھکوان دیا لوں گے تاہو گا جنگی خبر
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے اور فرمایا ہے کہ میری امت میں جال ہونگے جو نبوت کا دعویٰ کریں گے
اور اُن کا جھوٹا ہونا اس سے ظاہر ہے کہ وہ نبوت کا دعویٰ کریں گے حالانکہ میں خاتم النبیین
اور آخر النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو نبوت کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے۔ اس لئے مرزا
صاحب خدا اور رسول کے ارشاد کے بموجب جھوٹے ثابت ہوئے۔ اور مرزا
صاحب کا صرف یہی دعویٰ جھوٹا نہیں ہے بلکہ انہوں نے اپنی تعریف میں اور

۱۔ یہ رسالہ صحیفہ رحمانیہ نبوت میں چھپا ہے۔ اب نظر ثانی کے مستقل رسالے کی صورت میں چھپے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ
اب تو مرزا صاحب کے بیٹے مرزا محمد نے ایک رسالہ لکھا ہے اور مرزا صاحب کے اقوال سے اُن کے دعویٰ نبوت کو ثابت کیا ہے
”حقیقۃ النبوة“ اُس کا نام ہے اور اپنے باپ کے مثل جھوٹے دعویٰ میں کہے ہیں ۱۲
۲۔ یہ بات لغت عرب سے اور بہت حدیثوں سے ثابت ہے کہ خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین کے ہیں
اور قادیانی حضرات جو اس مقام پر فخر کے معنی کہتے ہیں یعنی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سب انبیاء کے لئے مہربان ہیں یہ محض
غلط ہیں یہ معنی لغت عرب اور صحیح حدیثوں کے بالکل خلاف ہیں اس کی تشریح اس بقدر فیض لا آسانی حصہ دوم میں
کی گئی ہے۔ مگر انشاء اللہ تعالیٰ اس بحث میں خاص رسالہ لکھا جائے گا ۱۲

جب تمام انبیاء کے کمالات کے جامع ہوئے تو بالضرور سب سے افضل ہوئے تیسرے شعر میں کہتے ہیں کہ یہ یقینی بات ہے کہ میں تمام گزشتہ انبیاء سے کم مرتبہ نہیں ہوں سب انبیاء کے کمالات کا میں جامع ہوں جو کوئی میرے اس دعوے کو چھوٹا سمجھے وہ مردود ہی خدا کی لعنت اُس پر ہے جب کسی سے کم نہیں ہیں تو ہر ایک کے فضائل کے جامع ہوئے جب سب کے فضائل ان میں جمع ہیں تو سب سے افضل ہوئے غرض کہ تمام انبیاء کرام جو مرزا صاحب سے پیشتر گزرے ہیں حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت سید المرسلین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک سب مرزا صاحب اپنے آپ کو افضل کہتے ہیں اور اسکی تائید اُس شعر سے بخوبی ہوتی ہے جو مرزا محمود نے اپنے رسالہ حقیقۃ النبوة کے سر عنوان پر لکھا ہے اور اُسے الہامی قرار دیا ہے وہ شعر یہ ہے ۵ مقام اوسمین از راہ تحقیق + بدو انش رسولان ناز کردند + جب اُن کا یہ مرتبہ ہے کہ پیغمبروں نے اُن پر ناز کیا ہے تو اُن کے مرتبہ کا کیا ٹھکانا ہے ان کے فضل الانبیاء ہونے میں مرزا بیون کو کیا شک ہو سکتا ہے۔ اب مصلحت کوئی زبان سے نہ کہے یا انکار کرے (۳) ایک عظیم نشان (الہام) نکاح یہ ہے کہ مجھے کُنْ فَاکُونْ کا اختیار دیا گیا (حقیقۃ الوحی ص ۱۵) زمین و آسمان میں جو کرنا چاہوں وہ کر سکتا ہوں یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ کے صرف کہہ دینے سے ہر ایک چیز موجود ہو سکتی ہے اسی طرح مرزا صاحب کے کہہ دینے سے ہر ایک چیز ہو سکتی ہے غرض کہ خدا کے اختیارات مرزا صاحب طے کو مل گئے۔ یہ الہام کسی نبی کو نہیں ہوا سب اپنے کو عاجز سمجھتے ہے اور کہتے رہے بہر حال جب خدائی کے اختیارات ملنے کا انہیں دعویٰ ہے تو اگر یہ دعویٰ صحیح مان لیا جائے تو یہ ضرور ماننا پڑے گا کہ وہ افضل الانبیاء ہیں کیونکہ یہ ایسا عظیم نشان دعویٰ ہے کہ کسی نبی نے نہیں کیا اور خدائی کے اختیارات کسی کو نہیں ملے۔ بلکہ قرآن مجید و حدیث میں بہت جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا عجز ظاہر فرمایا ہے مثلاً کفار معجزہ طلب کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اُن کے جواب دینے کو اس طرح تعلیم فرماتا ہے قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيَ هَلْ كُنْتُ لَكُمْ كَبِيرٌ اَمْ اَرْسُلُوْكُمْ۔ یعنی کہہ دے کہ اللہ تعالیٰ پاک و اودین مجز ایک بشر اور رسول ہونیکے اد کچھ

اس کے متعلق حضرت محبوب علی رضی اللہ عنہ کا ایک نقل ہے جنکی شرح صحیفہ صفائے منور میں لکھنی ہے اُسے دیکھنا چاہئے ۱۲

اپنے دعوے کے اثبات میں بہت سے جھوٹے دعوے کئے ہیں جن کا نمونہ
اس رسالہ میں بھی دکھایا گیا ہے۔

اے برادرانِ اسلام

میں نہایت خیر خواہی سے کہتا ہوں کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا وجود اور
انکے خاص مریدین کا پیڑ و شور اور یہ دعوے اسلام کے اور مسلمانوں کے لئے
نہایت خطرناک ہیں خبردار ہو جاؤ اور اس فتنہ کے مٹانے میں کوشش کرو اور
بموجب ارشاد نبویؐ سلو شہیدوں کے اجر کے مستحق بنو۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاءُ الْمُبِينُ

آخر میں مجھے یہ بھی کہہ دینا ضرور ہے کہ مرزا صاحب کے اقوال کے جو حوالے
دئے ہیں وہ بلفظ نہیں ہیں اختصار کے خیال سے ان کا مطلب لکھ دیا
گیا ہے اگر کسی احمدی کو ادا سے مطلب میں تردد ہو یا حوالے کو غلط بتائے تو
اس فقیر کو اطلاع دے مرزا صاحب کے الفاظ نقل کر کے وہی مدعا دیکھا
دیا جائے گا جس کا دعویٰ کیا گیا ہے۔ واللہ الموفق والمعلن۔

حکیم علی قادری عفا عنہ القادر القوی